Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
62

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
20

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

5 جمادی الثانی 1434 ہجری قمری 16 ہجرت 1392 ہش 16 مئی 2013ء

ارشاد مہدی علیہ السلام

امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”خدا تعالیٰ کی صریح وحی سے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر ہے اور غور کر کے دیکھ لو ہر ایک بات اس سلسلہ کی موسوی سلسلہ سے بڑھی ہوئی ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۹۱۔ ایڈیشن ۲۰۰۳ قادیان)

خلافت راشدہ اور اس کے امتیازات

ارشاد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ خلیفۃ المسیح الثانی نے جولائی 1958ء کو اسلامی خلافت راشدہ کی دیگر بنیادی نظاموں سے ممتاز علامتیں بیان کی ہیں۔ ان علامتوں کی رو سے اسلام کا نظام خلافت دنیا کا وہ واحد نظام ہے جو ایک طرف بندہ کو خدا تعالیٰ سے جوڑتا ہے تو دوسری طرف حقوق العباد کی صحیح تشریح کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اسلامی خلافت راشدہ کے امتیازات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اسلام میں خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:

❁۔**اوّل : انتخاب:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔ آگے طریق انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اس وقت سیاسی تھی مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی۔ اس لئے دین کے قائم ہونے تک اُس وقت کے لوگوں نے فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے ہیں۔ ورنہ ہر زمانہ کیلئے طریق انتخاب الگ ہوسکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہر حال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

❁**دوم، شریعت:** خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے وہ مشورہ کو رد کر سکتا ہے۔ مگر شریعت کو رد نہیں کر سکتا۔ گویا کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے آزاد نہیں۔

❁۔**سوم : شوریٰ:** اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے۔ یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہوسکے اس کے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

❁۔**چہارم : اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی:**

علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے۔ کیونکہ وہ مذہبی رہنما بھی ہے۔ اور نمازوں کا امام بھی۔ اسی وجہ سے اس کا دماغی اور شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہ راست پر چلانے والی ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

❁۔**پنجم : مساوات:** خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں۔ وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے۔ اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ لئے جاسکتے ہیں۔

❁۔**ششم : عصمت صغریٰ:** عصمتِ صغریٰ اسے حاصل ہے یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے۔ اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔ گویا مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں شریک نہیں۔

❁۔**ہفتم :** وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی ہو نہ جھکے۔“

(بحوالہ الفرقان خلافت راشدہ نمبر جولائی 1958ء صفحہ 3۔2)

جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاجاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل لاہور میں ایک تقریر فرمائی تھی جس میں خلافت کے متعلق واضح ارشاد موجود ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

”صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاجاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے“

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء)

❁۔❁۔❁

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اداریہ

شری رام چندر جی مہاراج---انسان یا خدا....؟

(قسط: دوم)

قارئین! گزشتہ قسط میں ہم کتاب رامائن کی تاریخ اور شری رام چندر جی مہاراج کی عزت وتکریم کے متعلق گفتگو کر چکے ہیں۔اس سلسلہ میں والمیکی رامائن سے شری رام چندر جی مہاراج کی سیرت وسوانح کے متعلق حقائق بیان کرنے کے بارے میں لکھا جا چکا ہے۔آیئے والمیکی رامائن پر ایک نظر ڈالیں۔

والمیکی رامائن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ایک حصہ شری رام چندر جی کی پیدائش اور بن باس کے تذکرہ پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ آپ کی فتوحات اور راون سے لڑائی پر مشتمل ہے۔رامائن کے سات ابواب ہیں جن کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ایودھیا کے راجا دشرتھ نہایت اعلیٰ درجہ کی سلطنت کے مالک تھے۔رعایا آپ سے ہر طرح سے خوش تھی۔ راجا کی تین بیویاں کیکئی، کوشلیا اور سُمِترا تھیں۔ان تینوں رانیوں کی موجودگی میں بھی راجا اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔اولاد حاصل کرنے کی غرض سے ویدوں کی رسم اشومیدھ یگیہ ادا کرنے کا راجا نے ارادہ کیا کیونکہ یہ رسم حصول اولاد کے لئے اکثر بجالائی جاتی تھی۔اس رسم کی ادائیگی کے بعد راجا کی تین بیبیوں سے چار بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام رام، بھرت، لکشمن اور شتروگھن تھے۔کم وبیش ان لڑکوں کی عمر بارہ سال کی تھی کہ راجا دشرتھ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔مہارشی وشوامتر نے ان چاروں بھائیوں کی تعلیم وتربیت کی اور انہیں خصوصاً تیر اندازی میں ماہر کیا۔ اس دوران میتھلا کے راجا جنک نے ایک سوئمبر یگیہ رکھا ہوا تھا۔سوئمبر کی رسم کے مطابق راجا کوئی ایک شرط رکھتا ہے اور جو شخص اُس شرط کو پورا کرتا ہے راجا کی بیٹی اُسے اپنا خاوند تسلیم کرتی ہے۔راجا جنک نے ایک بہت بھاری کمان زہ کرنے کی شرط اپنی لڑکی دینے کیلئے رکھی ہوئی تھی۔بہت سارے راجاؤں نے کمان زہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔شری رام چندر جی نے نہ صرف کمان زہ بلکہ کمان کو زور سے کھینچ کر دو ٹکڑے کر دیا۔راجا جنک نے اپنی بیٹی سیتا جنکی عمر اُس وقت چھ سال کی تھی شری رام چندر جی کو دے دی اور اپنی ایک بیٹی لکشمن کو بیاہ دی اور دو بھتیجیاں باقی دو بھائیوں سے بیاہ دیں۔ یہاں سے رام چندر جی اجودھیا واپس آئے۔راستہ میں رام چندر جی کو شری پرشورام جی کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا۔شری پرشورام جی کو بھی ہندو اوتار مانتے ہیں اور شری رام چندر جی کو بھی بہرحال دونوں اوتاروں کی آپس میں جنگ ہوئی۔شری رام چندر جی نے شری پرشورام جی کو مغلوب کرلیا۔کچھ عرصہ بعد راجا دشرتھ نے شری رام چندر جی کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا مگر ان کی سوتیلی ماں کیکئی اُن کے آڑے آگئی اور اُن سے اُن دو خواہشوں کو پورا کرنے کا اقرار لیا جو وہ اُس کے ساتھ کر چکے تھے۔دریافت کرنے پر کیکئی نے کہا کہ بھرت تخت نشین ہو اور رام چندر کو چودہ برس کیلئے دیش نکالا دیا جائے۔دشرتھ کو اس بات سے بہت رنج ہوا مگر شری رام چندر جی کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ اپنے والد محترم کے ایفائے عہد کیلئے ان دونوں شرائط پر راضی ہوگئے اور حکومت بھرت کے سپرد کر کے خود جنگل چلے گئے۔ان کی بیوی سیتا جی نے بھی ساتھ جانا منظور کیا اور لکشمن جی بھی ساتھ تھے۔اس کے بعد وہ جنگل جنگل پھرتے رہے۔اس دوران ان کے شکار کر کے گزر کرنے کے واقعات کا کئی ایک جگہ ذکر ملتا ہے۔راجا دشرتھ اس صدمہ سے جاں بحق ہوگئے۔

اس کے بعد رانی کیکئی نے اپنے بیٹے بھرت کو راجا بننے کیلئے اس کے ننہال سے بلایا مگر بھرت نے اپنی ماں کے اس فعل پر غصہ وناراضگی کا اظہار کیا۔اس کے بعد بھرت درباریوں سمیت شری رام چندر جی کے پاس جنگل گئے اور اُنہیں منانے کی کوشش کی۔شری رام چندر جی نے چودہ برس پیشتر جنگل سے واپس چلنے سے انکار کر دیا۔بعدہ رام چندر جی جنگلوں میں گھومتے رہے۔اتفاق سے ایک جنگلی عورت شورپ نکھا جو راجا راون کی بہن بیان کی گئی ہے، شری رامچندر جی کو دیکھ کر آپ پر فریفتہ ہوگئی۔ بھائیوں نے اس پر اس سے کچھ مذاقیہ بات کہی۔ جس کی وجہ سے اس نے شری رام چندر جی کی بیوی سیتا دیوی پر حملہ کر دیا۔اس پر لکشمن جی نے آگے بڑھ کر اس عورت کے ناک اور کان کاٹ دیئے۔ ہندو مائتھولوجی کے مطابق یہ واقعہ ناسک واقع صوبہ مہاراشٹر کا ہے۔ ناسک کے معنی ہی سنسکرت زبان میں ناک کے ہوتے ہیں۔اس واقعہ کی اطلاع ہونے پر شورپ نکھا کے بھائیوں کو طیش آیا اور انہوں نے بدلہ لینے کی ٹھانی۔ چنانچہ شری رام چندر اور لکشمن جی سنہرے ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے جب جنگل میں دور نکل گئے تو پیچھے سے شورپ نکھا کا بھائی راون سیتا دیوی کو اغوا کر کے لے گیا۔جس کی وجہ سے شری رام چندر جی اور راون کے درمیان جنگ ہوئی۔ جنگ میں راون مارا گیا اور شری رام چندر جی سیتا جی کو واپس لے آئے۔اس دوران ۱۴ سال کا بن باس ختم ہوگیا۔بن باس سے واپس اپنے شہر ایودھیا آنے پر اہل شہر نے شری رام چندر جی کا استقبال کیا اور خوشیاں منائیں۔اسی کی یاد میں ہر سال دیپاولی کا تہوار منایا جاتا ہے۔

قارئین! رامائن میں ہمیں بہت سی محیر العقول اور افسانوی باتیں بھی نظر آتی ہیں جو وقتاً فوقتاً مرورِ زمانہ سے اس میں شامل ہوتی رہی ہیں۔مثلاً ریچھ اور بندروں کی فوج سے لنکا پر چڑھائی۔لکشمن کے بے ہوش ہونے پر ہنومان کا پہاڑ اُٹھا کر لانا۔ہنومان کا ایک چھلانگ مار کر دریا کا پار کر جانا۔وغیرہ وغیرہ۔

لنکا کی جنگ میں راون کے بھائی ''وی بھیشن'' نے شری رام چندر جی مہاراج کی مدد کی تھی۔راون کے مارے جانے کے بعد شری رام چندر جی نے لنکا کی حکومت وی بھیشن کے سپرد کر دی اور واپس اپنے شہر ایودھیا آگئے۔واپسی پر شری رام چندر جی کو اپنی اہلیہ سیتا دیوی کی عصمت پر شک گزرا۔سیتا دیوی کو اپنی عصمت و عفت ثابت کرنے کیلئے آگ میں کودنا پڑا۔دیوتاؤں نے بھی سیتا دیوی کے حق میں گواہی دی جس سے وہ محفوظ نکل آئیں۔لیکن بعض لوگوں کے طعنہ اندیش ہونے کی وجہ سے شری رام چندر جی نے اپنی حاملہ بیوی سیتا دیوی کو گھر سے نکال دیا اور وہ جنگل میں شری والمیکی جی مصنف رامائن کی کٹیا میں رہیں جہاں اُن کے دو بیٹے لو اور کُش پیدا ہوئے تھے اس جگہ رامائن کا خاتمہ ہوتا ہے۔

معزز قارئین! جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رامائن کے مختلف نسخہ جات میں شری رام چندر جی کے بارہ میں حقیقت سے بڑھ کر بہت سی باتیں ملا دی گئی ہیں۔جس کا اصلیت سے دور کا واسطہ نظر نہیں آتا۔آپ کی سوانح حیات میں معتقدین نے اعتقاد میں غلو کرتے ہوئے اصلیت اور افسانے کو گڈمڈ کر دیا ہے۔انہی امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ ہندوؤں کا ایک طبقہ شری رام چندر جی مہاراج کو بشریت کے مقام سے بڑھ کر الوہیت کے مقام پر مانتا ہے اور آپ میں خدائی طاقت وصفات کا قائل ہے اور آپ کو ''سروکلا سمپن پرماتما'' (یعنی مکمل صفات سے متصف خدا) کا درجہ دیتا ہے۔بعض ہندو آپ میں خدائی اور انسانی دونوں صفات کے قائل ہیں۔ مثلاً ہندی روزنامہ اخبار امر اُجالا جالندھر ۱۹ اپریل ۲۰۱۳ صفحہ ۱۴ میں ڈاکٹر وینا چترویدی صاحبہ کا مضمون بعنوان ''ایشور اور منشیہ کے سمنویہ رام'' یعنی خدا اور انسان کا حلول۔شری رام۔شائع ہوا ہے۔آپ لکھتی ہیں۔

''شری رام مکمل خدا ہیں۔بھگوان ہیں۔ساتھ ہی مکمل انسان بھی ہیں۔اُن کی لیلا چرتر میں جہاں ایک طرف خدائی کے جلوے نظر آتے ہیں وہیں دوسری طرف انسانیت کا نور بھی ہے۔''

اس طرح لکھا:۔شری رام چندر جی مہاراج میں نر (انسان) اور نارائن (خدا) نیز آدمی اور ایشور کی دوری مٹا کر بھگوان کے ابدی کامل شکل کا تعارف ملتا ہے۔'' آیئے والمیکی رامائن کی روشنی میں اس امر کا فیصلہ کریں۔

والمیکی رامائن تاریخی کتاب ہے یا صرف ایک ادبی تخیل؟ اس بحث کیلئے یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ یہاں تو خاکسار جو کچھ والمیکی رامائن میں درج ہے اُس پر غور کرے گا۔میرا خیال ہے کہ اگر تعصب اور ہٹ دھرمی سے پار ہوکر والمیکی رامائن کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نظر آئے گا کہ والمیکی جی نے دشرتھ کے بیٹے شری رام چندر جی مہاراج کا ایک انسان کی شکل میں ذکر کیا ہے۔ہاں اُس انسان میں دیگر انسانوں سے بڑھ کر صفات نظر آتی ہیں۔والمیکی جی نے اپنی رامائن میں جس شری رام چندر کا ذکر کیا ہے اُسے دُکھ، درد، تکالیف، رنج وراحت سب محسوس ہوتی ہیں۔

والمیکی رامائن میں شری رام چندر جی مہاراج ہمیں وفا شعار بیٹے، قابل شاگرد، لائق تحسین بھائی، بہترین دوست، مثالی راجا، وفا شعار خاوند کی شکل میں نظر آتے ہیں۔کہیں کہیں انسانوں میں پائی جانے والی بشری کمزوریوں کا بھی ذکر بلا خوف نظر آتا ہے۔والمیکی رامائن کا آغاز ہی ایک سوال سے ہوتا ہے جو سب سے اچھے انسان اور آدمی کے بارے میں مہارشی والمیکی نے مہارشی نارد سے پوچھا ہے اور مہارشی نارد کے سوال سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ایک سب سے اچھے اعلیٰ انسان کی شکل میں شری رام چندر جی کو پیش کر رہے ہیں۔نہ کہ خدا تعالیٰ کی شکل میں (والمیکی رامائن بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۲ تا ۴) یہاں نارد مُنی سے والمیکی جی کا سوال ایسے انسان کے

(باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Mother Day

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ مئی ۲۰۱۲ بروز اتوار جرمنی میں واقفات نو کی کلاس میں مدر ڈے کے متعلق فرمایا

☆ **ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ یہاں Father Day اور Mother Day منایا جاتا ہے۔اسی طرح بعض اوقات کنڈر گارٹن سے بچوں کے ذریعہ تحائف بھی بھجوائے جاتے ہیں اس بارہ میں کیا ہدایت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تحفے بیشک لے لیا کرو۔لیکن اسلام تو کہتا ہے کہ ہر دن Mother Day ہے۔تم ہر روز Mother Day منایا کرو۔لندن میں ایک فنکشن تھا۔مسجد کا افتتاح تھا۔ انگریز بھی آئے ہوئے تھے اور اس دن Mother Day بھی تھا۔تو میں نے ان سے کہا کہ تمہارا Mother Day آج ہے۔اسلام تو کہتا ہے کہ ہر روز Mother Day مناؤ۔والدین کی عزت کرو۔ان سے بہتر سلوک کرو۔ان کو اُف نہ کہو۔ان کی خدمت کرو۔اگر تمہیں توفیق ہے تو انہیں ہر روز تحفہ دو۔

(ہفت روزہ اخبار بدر ۱۳ ستمبر ۲۰۱۲ صفحہ ۱۲)

خطبہ جمعہ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اور سورۃ البقرہ کی آیت 287 میں مذکور دعاؤں اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دعا رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي ان دنوں میں خاص طور پر کثرت کے ساتھ پڑھنے کی تحریک۔

دعا کی حقیقت اور فلاسفی کا بیان اور مذکورہ بالا قرآنی دعاؤں کی پُر معارف تشریح اور حالات حاضرہ میں ان دعاؤں کی اہمیت کا تذکرہ اپنی نمازوں میں ان دعاؤں کو خاص جگہ دیں۔ اور ہر احمدی دعاؤں کی وہ روح اپنے اندر پیدا کرے جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعا کو کمال تک پہنچا دے۔

مکرم مبشر احمد عباسی صاحب آف کراچی کی شہادت اور مکرم ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب (ربوہ) کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 8/مارچ 2013ء بمطابق 8/امان 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 29 مارچ 2013ء کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202)

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ وَاعْفُ عَنَّا۔ وَاغْفِرْ لَنَا۔ وَارْحَمْنَا۔ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:287)

پہلی آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اُس کا ترجمہ ہے: اور انہی میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دوسری آیت کا ترجمہ ہے کہ: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اُس کے لئے ہے جو اُس نے کمایا اور اُس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے بدی کا اکتساب کیا۔ اے ہمارے رب! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر ان کے گناہوں کے نتیجہ میں تُو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

یہ دو قرآنی دعائیں ہیں جن کے بارے میں مَیں کچھ کہوں گا لیکن اس سے پہلے دعا کی حقیقت کیا ہے؟ اُس کی فلاسفی کیا ہے؟ اِس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے اور اس سے حلِّ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلّی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے۔ اور ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا۔ اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف مونہہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا مرتا ہے''۔ فرمایا ''ہماری اس تقریر میں اُن نادانوں کا جواب کافی طور پر ہے جو اپنی نظرِ خطاکار کی وجہ سے'' (یعنی غلط سوچ رکھنے اور ظاہری طور پر دیکھنے کی وجہ سے) ''یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دعا میں فنا ہوتے ہیں'' (یعنی اُن کی اپنی حالت بھی یہ ہوتی ہے، اور کہتے بھی یہی ہیں کہ دعا کر رہے ہیں اور دعا کی کیفیت بھی ہوتی ہے، اُس میں فنا ہوتے ہیں) ''پھر بھی اپنے مقاصد میں نامراد رہتے اور نامراد مرتے ہیں۔'' (یعنی اُن کے مقاصد، جو وہ چاہتے ہیں، اُن کو نہیں ملتے) ''اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دعا کا قائل نہ خدا کا قائل وہ ان پر فتح پاتا ہے۔'' (یعنی اُس کو سب کچھ مل جاتا ہے) ''اور بڑی بڑی کامیابیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے۔ اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ ظاہر بین تو یہ دیکھتا ہے کہ ایک شخص جس مقصد کے لئے دعا کر رہا تھا اُس کو حاصل نہیں ہوئی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک تو پہلی شرط یہ رکھی ہے، دعا کو کمال تک پہنچانا۔ اور جو حقیقت میں دعا کرتا ہے وہ صرف ظاہری چیز کو نہیں دیکھتا۔ جو مومن ہے، جس میں مومنانہ فراست ہے جو خدا تعالیٰ کے تعلق کو جانتا ہے وہ صرف یہ نہیں دیکھتا کہ میں جو مانگ رہا ہوں مجھے مل گیا بلکہ فرمایا کہ اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔

فرمایا: ''اور یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اُسی امر میں میسر آ سکتی ہے جس کو ہم بذریعہ دعا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ خدا جانتا ہے کہ ہماری حقیقی خوشحالی کس امر میں ہے؟ وہ کامل دعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔'' (اگر دعا کامل ہو، صحیح ہو، حقیقی رنگ میں ہو، اللہ تعالیٰ کے کہنے کے مطابق ہو تو اللہ تعالیٰ جو سمجھتا ہے کہ حقیقی خوشحالی کس چیز میں ہے، وہ عطا فرما دیتا ہے) فرمایا کہ ''جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تختِ شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔''

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 237)

دعا کرنے والے کو جو لذت ملتی ہے وہ مشکل کے وقت میں ہی مل سکتی ہے۔ فرمایا کہ جو ایک بادشاہ کو نہیں مل سکتی۔

پس یہ دعا کی حقیقت ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اس کی مختصر فلاسفی ہے۔ یہ دعا کی روح ہے اور ایک حقیقی مومن کی یہ سوچ ہے اور ہونی چاہئے اور ہمیں اسے ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔

پس جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کے لئے دعا کو کمال تک پہنچانا ضروری ہے۔ اور اس مقام تک پہنچ کر یا تو دعا قبول ہو جاتی ہے جو انسان اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے، اُس کی قبولیت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں یا پھر دل کی ایسی تسلّی اور سکینت ہوتی ہے کہ انسان کا جو غم ہے جس وجہ سے دعا مانگ رہا ہے، وہ ختم ہو جاتا ہے، وہ دور ہو جاتا ہے۔ ایک خاص قسم کا سکون ملتا ہے کہ اب جو بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک میرے لئے بہتر ہوگا وہ ظاہر ہوگا۔ یہ سوچ ہے جو ایک حقیقی مومن کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ توفیق بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے۔ اس لئے اس کے حصول کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔

اس وقت مَیں دو قرآنی دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دعائیں ان آیات میں

ہیں۔ہم پڑھتے بھی ہیں۔ بہت سے جانتے بھی ہیں۔ان میں سے ایک دعا ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة:202) کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اس دنیا میں بھی حسنہ عطا فرما اور آخرت میں بھی۔ یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاص طور پر پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ ربنا اتنافی الدنیا حسنة حدیث 6389)

اور صحابہ کو بھی اس طرف توجہ دلائی اور صحابہ بھی خاص توجہ سے پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 صفحہ 52 کتاب الدعا باب من کان یحب . . . حدیث 3 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک وقت میں جماعت کے افراد کو یہ کہا تھا کہ خاص طور پر ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد جب کھڑے ہوتے ہیں تو اس میں یہ دعا پڑھا کریں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 6 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے بھی خاص طور پر اس دعا کی طرف اپنے ایک خطبہ میں بلکہ مختلف خطبات میں توجہ دلائی اور جماعت کو پڑھنے کی تلقین فرمائی اور اس کی تفسیر بھی بیان فرمائی۔پس اس دعا کی بہت اہمیت ہے۔

ویسے تو ہر دَور اور ہر وقت کے لئے یہ دعا ہے لیکن آجکل خاص طور پر جب دنیا میں ہر طرف فتنہ وفساد کا دَور دَورہ ہے یہ دعا خاص طور پر ہمیں پڑھنی چاہئے۔ حَسَنَہ کا مطلب ہے کہ نیکی اور اچھائی، فائدہ جس میں کوئی برائی اور نقصان نہ ہو، ایسا کام ہو جس کا ہر پہلو سے اچھا نتیجہ نکلتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔احمدیوں کے لئے تو بعض مسلمان ملکوں میں بحیثیت احمدی بھی ایسے حالات ہیں کہ اس دعا کے پڑھنے کی خاص طور پر ضرورت ہے۔مخالفینِ احمدیت چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہر نعمت سے احمدی کو محروم کر دیا جائے۔حتی کہ اُسے اُس کے جینے کے حق سے بھی محروم کر دیا جائے۔ ایسے میں یہ دعا کہ اے اللہ! ہمیں دنیا داروں کے سارے منصوبوں کے مقابلے میں اس طرح سنبھال لے کہ یہ جو تیری ہر قسم کی حَسَنَہ سے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں، ہم ان کو تیرے فضلوں کی وجہ سے حاصل کرنے والے بن جائیں۔ ہمارے دنیا کے اعمال بھی تیری رضا کے حصول کی وجہ سے ہمیں آخرت کی حَسَنَہ سے بھی نوازنے والے ہوں۔اور ہر عمل جو ہم یہاں دنیا میں کرتے ہیں وہ تیری رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔دشمن ہمارے کاروباروں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو ہمیں ایسے طریق پر حَسَنَہ سے نواز کہ دشمن کے تمام منصوبے ناکام ہو جائیں۔وہ ہمیں ایمان سے پھیرنے کے لئے ہمارے رزق ہمیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو ہمیں ایسے طریق سے حَسَنَہ سے نواز کہ پہلے سے بڑھ کر طیب اور حلال رزق میں حاصل ہو۔ ہمارے ہمسائے ایسے ہوں جو ہمیں دکھ دینے والے نہ ہوں۔ ہمارے محلہ دار ایسے ہوں جو ہمیں دکھ دینے والے نہ ہوں۔ ہمارے شہروں کو ہمارے لئے حَسَنَہ بنا دے۔ ہمارے ملک کو ہمارے لئے حَسَنَہ بنا دے۔ ہمارے خلاف کارروائیاں کرنے والوں کے شرور جو ہیں اُن کی طرف پلٹ جائیں۔ ہمارے حاکموں کو ایسا بنا دے جو رحم دل ہوں، تقویٰ سے کام لینے والے ہوں، انصاف کرنے والے ہوں۔بعض ملکوں میں، مسلمان ملکوں میں آجکل ہم دیکھ رہے ہیں کئی جگہ حاکم ہی ہیں، حکمران ہی ہیں جو عوام کے لئے عذاب بنے ہوئے ہیں۔ ماتحتوں کے حق ادا کرنے والے حاکم ہوں، افسر ہوں۔اور پھر موجودہ حاکم تیرے نزدیک اصلاح کے قابل نہیں تو ایسے حاکم دے جو ان خوبیوں کے مالک ہوں تاکہ اُن کے ذریعہ سے ہمیں جو دنیا کے فوائد ملنے ہیں وہ حَسَنَہ ہوں۔ ہر فائدہ ایسا ہو جو تیری رضا حاصل کرنے والا ہو۔ پھر دوست ہوں تو ایسے ہوں جو خیر خواہ ہوں، محبت کرنے والے ہوں، دکھوں میں کام آنے والے ہوں، نیکیوں کا جواب نیکیوں سے دینے والے ہوں۔حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

پاکستان میں آجکل بیشک ایک طبقہ مولویوں کے پیچھے لگ کر احمدیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ایک بہت بڑا حصہ ایسا بھی ہے جو دوستی کا حق نبھانے والے بھی ہیں۔ہم ہر پاکستانی کو برا نہیں کہہ سکتے۔ یا مختلف ملکوں میں جہاں جماعت کی مخالفت ہے ہر شخص کو بُرا نہیں کہہ سکتے۔ایسے لوگ ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا جو دوستی کا حق نبھانے والے ہیں، ہمدرد ہیں، خیر خواہ ہیں، مشکل اور مصیبت میں کام آنے والے ہیں۔

گزشتہ دنوں ایک احمدی نے جو پاکستان میں اغوا ہو گئے تھے، مجھے خط میں بتایا کہ اغوا کرنے والوں نے اُن سے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا اور جس کا انتظام فوری طور پر ممکن نہیں تھا۔اُن کے بھائی کوشش کرتے رہے لیکن جتنی رقم اغوا کرنے والے مانگ رہے تھے وہ انتظام نہیں ہو رہا تھا اور اُن میں جرأت اتنی ہے، اُن کو پتہ ہے قانون ان تک نہیں پہنچ سکتا۔انہوں نے کہا اچھا ایک خاص رقم اتنی ہمیں ادا کر دو، باقی کی ضمانت دو۔اور ضمانت بھی کسی احمدی کی نہیں ہو سکتی۔تو ان کے غیر احمدی دوست نے ان کی ضمانت دی جس کی وجہ سے اُن کی رہائی عمل میں آئی۔ اب اس غیر احمدی دوست نے بھی اپنی زندگی کو داؤ پر لگا لیا۔اُن اغوا کنندگان نے اب جو رقم لینی ہے ان کے ذریعہ سے لینی ہے۔تو ایسے بھی لوگ ہیں جو احمدیوں کی خاطر قربانیاں کرنے والے ہیں۔اس ماحول میں رہنے کے باوجود جو آجکل وہاں بنا ہوا ہے، نیکی کرنے والے لوگ ہیں، دوستی کا حق نبھانے والے ہیں۔دہشت گردوں اور مُلّاؤں کے خلاف ہیں۔دنیا کی حَسَنَہ میں سے یہ بھی ایک حَسَنَہ ہے کہ اچھے دوست مل جائیں۔

اسی طرح مشنز کی جو رپورٹس آتی ہیں مَیں ان میں ایک رپورٹ دیکھ رہا تھا۔ مالی میں ہمارے ریڈیو اسٹیشنز نئے قائم ہوئے ہیں، اُن کی وجہ سے بڑے وسیع پیمانے پر تبلیغ ہو رہی ہے۔اس کو سن کر بعض مخالف مولوی جو ہیں، جو مسلمان ملکوں سے عرب ملکوں سے مدد لیتے ہیں، تاکہ احمدیت کی تبلیغ کو روکیں اور اُنہیں جس حد تک ہو سکتا ہے دنیاوی نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کریں۔تو ایسے مولویوں نے ہمارے مبلغین کو دھمکیاں بھی دیں، دیتے بھی رہتے ہیں، فون بھی کرتے رہتے ہیں۔ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے۔ ہمارے خلاف پراپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ ان کی باتیں نہ سنو، یہ کافر ہیں اور فلاں ہیں اور فلاں ہیں۔بعض اپنی انتہا کو بھی پہنچ جاتے ہیں تو وہاں ایک ایسی صورتحال پیدا ہو گئی جو بے انتہا تھی یعنی مخالفت اور دشمنی بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔اُس پر وہاں کے بعض اچھے، سلجھے ہوئے، اثر ورسوخ رکھنے والے غیر از جماعت لوگوں کو جب پتہ لگا تو انہوں نے ہمارے مبلغ کو پیغام بھیجا کہ بالکل فکر نہ کرو اور اپنا کام کئے چلے جاؤ۔یہی اسلام حقیقی اسلام ہے جو تم لوگ پھیلا رہے ہو اور کوئی تمہیں اس سے روک نہیں سکتا۔تو یہ اچھے دوست اللہ تعالیٰ ہر جگہ عطا بھی فرماتا رہتا ہے جو گو خود احمدی نہ بھی ہوں تو احمدیت کے پھیلانے میں، پیغام پہنچانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی حَسَنَہ ہے۔

پس حَسَنَہ کو جتنی وسعت دیتے جائیں اُتنا ہی یہ کھلتا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے اس دنیاوی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہونے کے لئے اُس کے جتنے فضل اور بہتر انجام والی چیزیں مانگتے جائیں یہ سب حَسَنَہ میں آتے چلے جاتے ہیں۔ذاتی زندگی میں اچھی بیوی ہے، اچھا خاوند ہے، نیک بچے ہیں، بیماریوں سے محفوظ زندگی ہے۔ غرض کہ ہر چیز جس میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارے لئے بہتری اور فائدہ ہے، وہی دنیا کی حَسَنَہ ہے۔اور یہی ایک مومن کا منشاء اور خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہر وہ چیز دے جو اُس کی ضرورت ہے۔ ہر لحاظ سے اچھی ہو، ظاہری بھی اور باطنی لحاظ سے بھی۔ کیونکہ غیب اور حاضر کا تمام علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس لئے وہی بہتر فیصلہ کر سکتا ہے کہ ہمارے لئے ظاہری اور باطنی لحاظ سے کیا چیز بہتر ہے۔ہم تو کسی چیز کے چناؤ میں غلطی کھا سکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ تو کسی قسم کی غلطی نہیں کھا سکتا۔ظاہر طور پر ہم کسی کو اچھا دوست سمجھتے ہیں لیکن وہی نقصان پہنچانے والا بن جاتا ہے۔کئی ایسے معاملات آتے ہیں جہاں لوگوں نے اپنے دوستوں پر بڑا اعتبار کیا، کاروباروں میں شریک بنایا، لیکن وہی اُن کو نقصان پہنچانے والے بن گئے۔ہم کسی کو حاکم بنا دیتے ہیں وہی نقصان پہنچانے والا بن جاتا ہے۔علاوہ جماعتی رنگ کی پریشانیوں کے روزمرّہ کے معاملات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بعض باتیں ایسی کرتے ہیں جو پریشانی اور مشکل کا باعث بن جاتی ہیں۔پس صحیح رنگ میں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی دعا ہے جو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو جماعتی بھی اور ذاتی پریشانیوں سے بھی انسان بچ سکتا ہے۔نہ صرف بچ سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا بھی وارث بنتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بھی بن سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کہ آخرت میں بھی ہمیں ہر وہ چیز دے جو حَسَنَہ ہو۔یعنی وہاں بھی ظاہر و باطن کی اچھی چیز دے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت ایک جگہ اس طرح فرمائی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آخرت میں تو حَسَنَہ ہی ہے۔جب انسان آخرت کی دعا مانگ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اگر قبول کر لی تو حَسَنَہ ہے۔تو وہاں کی ظاہر و باطن کی اچھائی سے کیا مراد ہے۔اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ آخرت میں تو سب چیزیں گو اچھی ہیں لیکن آخرت میں بھی بعض چیزیں ایسی ہیں جو باطن میں اچھی ہیں مگر ظاہر میں بری ہیں۔مثلاً دوزخ ہے۔قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ انسان کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ ایک لحاظ سے وہ بری چیز بھی ہے۔پس جب آخرت کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے حَسَنَہ کا لفظ رکھا تو اس لئے کہ تم یہ دعا کرو کہ الٰہی! ہماری اصلاح دوزخ سے نہ ہو بلکہ تیرے فضل سے ہو۔اور آخرت میں ہمیں وہ چیز نہ دے جو صرف باطن میں ہی اچھی ہے۔جیسے دوزخ باطن میں اچھا ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔مگر ظاہر میں برا ہے کیونکہ وہ عذاب ہے۔آخرت میں حَسَنَہ صرف جنت ہے جس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور باطن بھی اچھا ہے۔(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 446)

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس دنیا کی حَسَنَہ آخرت کی حَسَنَہ کا بھی باعث بنتی ہے۔اگر اس دنیا میں ہر چیز جس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور باطن بھی اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا دلانے والا ہے تو آخرت میں بھی ایسی حَسَنَہ ملے گی جس کا ظاہر بھی اچھا ہو اور باطن بھی اچھا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب، شدائد، ابتلاء وغیرہ اسے پیش آتے ہیں ان سے امن میں رہے۔دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اُسے خدا تعالیٰ سے دور کرتی ہیں ان سے نجات پاوے۔تو دنیا کا حَسَنَہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء:29)۔‘‘ (یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے)۔فرمایا کہ ’’ایک ناخن ہی میں درد ہو تو زندگی بیزار ہو جاتی ہے‘‘۔فرمایا: ’’اسی طرح جب انسان کی زندگی خراب ہوتی ہے۔(مثلاً) جیسے بازاری عورتوں کا گروہ (ہے) کہ اُن کی زندگی کیسے ظلمت سے بھری ہوئی (ہے) اور بہائم کی طرح ہے‘‘ (جانوروں کی طرح کی زندگی ہے) ’’کہ خدا اور آخرت کی کوئی خبر نہیں۔دنیا کا حَسَنَہ یہی ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے خواہ وہ دنیا کا ہو، خواہ آخرت کا، ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ اور فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً میں جو آخرت کا پہلو ہے، وہ بھی دنیا کی حَسَنَہ کا ثمرہ ہے۔‘‘ (اُسی کا پھل ہے۔) ’’اگر

دنیا کا حَسَنَہ انسان کو مل جاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے۔ یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا حَسَنَہ کیا مانگنا ہے۔ آخرت کی بھلائی ہی مانگو‘‘۔ فرمایا کہ ’’صحت جسمانی وغیرہ ایسے امور ہیں جس سے انسان کو آرام ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے وہ آخرت کے لئے کچھ کر سکتا ہے اور اس لئے ہی دنیا کو آخرت کا مَزْرَعَة کہتے ہیں (یعنی آخرت کی کھیتی کہتے ہیں۔ دنیا میں جو بوؤ گے وہی وہاں جا کے کاٹو گے۔) اور درحقیقت جسے خدا دنیا میں صحت، عزت، اولاد اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمالِ صالح اُس کے ہوویں تو امید ہوتی ہے کہ اُس کی آخرت بھی اچھی ہوگی۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 600 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یہ دعا کرو کہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اس میں صرف آخرت کے عذاب نار کی طرف ہی توجہ نہیں دلائی گئی بلکہ اس سے بچنے کی دعا کرو جو اس دنیا کی بھی آگ ہے۔ اس دنیا میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے۔ پس اس دعا میں دنیا اور آخرت دونوں کے عذابِ نار سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔ دنیا کے عذابِ نار جو ہیں وہ بھی قسما قسم کے ہیں، مصیبتیں ہیں اور دکھ ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب کے بجائے حَسَنَہ بن جاتے ہیں۔ اس دنیا میں عذابِ نار کی ایک مثال جیسا کہ میں نے ذکر کیا آجکل بعض ملکوں کے جو حالات ہیں وہ بھی ہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ گھر بیٹھے یا بازار میں پھرتے ہوئے کہاں سے بندوق کی گولی آئے اور کوئی گولہ پھٹے اور انسان کو لہولہان کر دے یا اُس کی زندگی لے لے۔ کئی جانیں اسی طرح ضائع ہو جاتی ہیں۔ جہاں ایسی باتیں ہو رہی ہوں، عمل ہو رہے ہوں، اس طرح کی زندگی ہو تو وہاں جب کوئی عذابِ نار سے بچاؤ کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتے ہوئے ان چیزوں سے بچا لیتا ہے۔ آجکل کے شرور جو دہشت گردوں نے پیدا کئے ہوئے ہیں، اُن سے بچنے کے لئے بھی یہ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا ہے۔

گزشتہ دنوں کراچی میں ہمارے ایک احمدی جوان آدمی، چالیس پینتالیس سال کی عمر تھی، سودا لینے کے لئے گھر سے نکلے اور دو چار منٹ کے بعد ہی وہاں بم دھماکہ ہوا جس میں پچھلے دنوں میں پچاس آدمیوں کی جان ضائع ہوئی ہے اُس میں وہ بھی شہید ہو گئے۔

پس آجکل تو جگہ جگہ آگ کے پھندے ان دہشت گردوں نے لگائے ہوئے ہیں۔ ان کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ کس وقت کہاں کیا ہونا ہے۔ اس لئے انسان اُس سے مانگے کہ میرا گھر میں رہنا اور میرا باہر نکلنا تیرے فضل سے میرے لئے حَسَنَہ کا باعث بن جائے اور ان عذابوں سے مجھے بچا لے۔ اسی طرح آخرت کے عذاب سے بھی مجھے بچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس کے دَر کے نہ ہو۔ اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے......‘‘۔

گزشتہ سے پہلے خطبہ میں مَیں نے اس کی حضرت مصلح موعود کے حوالے سے تھوڑی وضاحت بھی کی تھی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس دَر کے نہ ہو، اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ’’غرض رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا۔ الخ ایسی دعا کرنا صرف اُنہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا رب جان چکے ہیں۔ اور اُن کو یقین ہے کہ اُن کے رب کے سامنے اَور سارے اربابِ باطلہ ہیچ ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی۔ بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے۔ طرح طرح کے عذاب، خوف، خون، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دکھ، اولاد، بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن۔ غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں، بچائے رکھ‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 145 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دوسری دعا جس کی ہمیں بہت ضرورت ہے اس کی بھی بڑی اہمیت ہے، وہ سورۃ بقرۃ کی آخری آیت ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے جس میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ یہ دعا مانگو کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ کہ اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا ہمارے سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔

بھول جانے کے معنی ہیں کہ کوئی کام کرنا ضروری ہے لیکن نہ کیا جائے۔ ایک تو یہ کہ جان بوجھ کر نہیں چھوڑا بلکہ بھول گئے۔ دوسرے یہ کہ ہمیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ اگر اس کو نہ کیا اور وقت پر نہ کیا تو اس کی ہمارے لئے کتنی اہمیت ہے۔ اور اس خیال میں رہیں کہ کوئی بات نہیں۔ نہیں کیا تو کیا ہوا، معمولی سا کام ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ ہمیں بھولنے اور خطا کرنے سے بچا۔ لیکن یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک اہم کام ہے، انسان کو تو علم نہیں کہ کونسا اہم ہے اور کونسا نہیں، اس کے نہ کرنے سے ہماری روحانی ترقی میں فرق آ سکتا ہے، ہمارے خدا تعالیٰ سے تعلق میں فرق آ سکتا ہے۔ پس اے اللہ تُو ہمیں ایک تو ایسی غلطیاں کرنے سے بچا۔ دوسرے اگر غلطیاں ہو گئی ہیں تو اس پر پکڑ نہ کر۔ اسی طرح کسی کام کے غلط طریق سے کرنے سے یا ایسا کام کرنے سے جو ہمیں نہیں کرنا چاہئے، ہمیں پکڑ میں نہ لے۔ ہمارا مؤاخذہ نہ کر۔ بلکہ ہماری خطاؤں کو معاف فرما اور معاف فرماتے ہوئے اُن کے بداثرات سے اور اپنی ناراضگی سے ہمیں بچا لے۔ لیکن اگر ہم جان بوجھ کر ایک غلط کام کرتے جائیں یا غلط طریق پر کرتے چلے جائیں۔ اپنی اصلاح کی طرف کوشش نہ کریں اور پھر یہ دعا بھی مانگتے ہیں تو پھر یہ دعا نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ اور دعا کے ساتھ ایک مذاق بن جائے گا۔ پس دعائیں بہتر نتائج کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے۔ اس لئے جہاں اپنے عمل ہوں گے وہیں دعا بھی حقیقی دعا بنے گی۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس پر اُس کو کمال تک پہنچاؤ۔

پھر آتا ہے: رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو پہلوں پر ڈالا گیا اور اُس کی وجہ سے اُنہیں سزا ملی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس کا نمازیں پڑھنے یا قرآنِ کریم کے جو احکامات ہیں ان سے اس کا تعلق نہیں۔ اس میں یہ نہیں کہا کہ یہ ہمارے غیر معمولی بوجھ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو پہلے ہی فرما دیا۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکامات انسان کی طاقت اور وسعت کے مطابق دیتا ہے۔ اس بوجھ نہ ڈالنے کے یہ معنی ہیں کہ بعض جرموں کی وجہ سے پہلے لوگوں کو سزائیں دی گئیں، وہ سزائیں ہم پر نازل نہ ہوں۔ اور ہم سے وہ غلطیاں سرزد نہ ہوں جو پہلے لوگوں سے سرزد ہوئیں اور وہ تباہ ہو گئے۔ اگر ہم غلطیاں بھی کرتے رہیں اور پھر کہیں کہ ہمیں سزا بھی نہ ملے جو پہلوں کو ملی تو یہ تو نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ کے عمومی قانون کے خلاف ہے۔ پس یہ دعا اور ساتھ برے اعمال سے بچنے کی کوشش ہی انسان کو اُس سزا سے بچاتی ہے۔ پہلے لوگوں کی خطاؤں کی وجہ سے اُن پر ایسی حکومتیں مسلّط کر دی گئیں جو اُن کے حقوق کا خیال نہیں رکھتی تھیں۔ پس ہمیں ایسے حکمرانوں سے بچا جو ہمارے لئے سزا بن گئے ہیں اور تیری ناراضگی کی وجہ سے یہ سزا ہم پر مسلّط ہے۔ اگر تو ناراضگی کی وجہ سے ہے تو بہت زیادہ درد سے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ صرف امتحان ہے تو اس امتحان کو بھی ہم سے ہلکا کر دے۔

پھر یہ دعا سکھائی کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ بعض دفعہ دوسروں کی سزا کا بھی اثر انسان پر پڑتا ہے۔ یا کسی نہ کسی طریقے سے اثر پہنچ رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے بچنے کی بھی دعا سکھائی کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کے قصور کی سزا کے اثرات سے بھی بچائے رکھے۔ لڑائی اور جنگ میں دہشت گردی کے حملوں میں جن کو مارنا مقصود نہیں ہوتا، وہ بھی مارے جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے، کسی خاص گروپ کو مارنا چاہتے تھے لیکن وہاں جو بھی گیا وہ مر گیا۔ معصوم بچے بھی مر جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کی شرط اس لئے ہے کہ یہاں ناراضگی کا سوال نہیں، بلکہ دنیاوی مسائل اور ابتلاؤں کا ذکر ہے۔ ناراضگی تو خدا تعالیٰ کی چھوٹی بھی برداشت نہیں ہوتی لیکن چھوٹی تکلیف برداشت کر لی جاتی ہے۔ پس روحانی سزا میں یہ دعا ہے کہ ہمیں تیری کسی ناراضگی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ مگر جب دنیاوی تکالیف کا ذکر آیا تو وہاں یہ دعا سکھائی کہ مجھے چھوٹے موٹے ابتلاؤں پر اعتراض نہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ پھولوں کی سیج پر چلتا رہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کے لئے فرمایا ہے کہ میں امتحان لوں گا۔ البتہ وہ ابتلاء جو دنیا میں تیری ناراضگی کا موجب نہیں ہیں اور دنیا میں آتے رہتے ہیں، اُن کے بارے میں میری یہ دعا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ابتلا میری طاقت سے بالا ہو۔ مومن ابتلاؤں کی خواہش نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں مومن کو آزماتا ہوں، اس لئے آزمائش کو آسان کرنے کی دعا بھی سکھا دی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 659)

اور پھر فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ وَاعْفُ عَنَّا۔ مجھ سے عفو کر اور بد نتائج سے مجھے بچا لے وَاغْفِرْ لَنَا جو غلط

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

کام میرے سے ہو گئے ہیں اُن کے نتائج اور اثرات سے مجھے بچالے۔ میرے غلط کاموں پر پردہ ڈال دے اور یوں ہو جائے جیسے میں نے غلط کام کیا ہی نہیں۔

عفو کے معنی رحم کے بھی ہوتے ہیں اور جو چیز کسی انسان سے رہ جائے، اُس کا ازالہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ مہیا کر دی جائے۔ پس وَاعْفُ عَنَّا میں یہ فرمایا کہ میرے عمل میں سے جو چیز رہ گئی ہے، یا میرے کام میں جو چیز رہ گئی ہے، تُو اُسے اپنے رحم اور فضل سے مہیا فرما دے۔ وَارْحَمْنَا۔ یعنی جو بھی میرے سے غلطیاں ہوئی ہیں اور میری ترقی کے راستے میں روک ہیں یا میری وجہ سے جماعتی ترقی پر اثر انداز ہو سکتی ہیں اُن غلطیوں کے متعلق مجھ پر رحم کر اور ترقیات کے راستے میں تمام روکوں کو دور فرما دے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا ۔ کہ تو ہمارا مولیٰ ہے۔ ہمارا آقا ہے۔ لوگوں نے ہماری کمزوریاں تیری طرف منسوب کرنی ہیں۔ آج دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم جماعت ہیں۔ کوئی فردِ جماعت بھی جب کوئی حرکت کرتا ہے تو اُس کا اثر مجموعی طور پر بعض دفعہ جماعت پر ہی پڑ جاتا ہے۔ پس اے خدا! جب لوگوں نے کمزوریاں تیری طرف منسوب کرنی ہیں، لوگوں نے یہ کہنا ہے کہ یہ الٰہی جماعت کہلاتی ہے، دعویٰ کرتی ہے، اُسے بھی دوسروں کی طرح تکلیفیں پہنچ رہی ہیں اور سزائیں بھی مل رہی ہیں۔ پس اے مولیٰ! تُو ہمارا آقا ہے، ہم تیرے خادم ہیں۔ تُو ہم پر رحم کر۔ ہماری کمزوریاں تیری طرف منسوب ہوں گی، لوگ سمجھیں گے کہ یہ صرف ان کے دعوے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور جو ہدایت اور تبلیغ کا کام ہم کر رہے ہیں اُس میں روکیں پیدا ہوں گی، اُس پر اثر پڑے گا اور لوگ ہدایت سے محروم ہو جائیں گے۔ پس ہم رحم کی بھیک مانگتے ہیں۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہیں۔ تیرے سے عفو اور بخشش کے طلبگار ہیں۔

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ پس اپنی خاص نظر ہم پر ڈالتے ہوئے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔ اور جو لوگ ایسے کام کر رہے ہیں جس سے اسلام کی ترقی میں روک واقع ہو رہی ہے اُن پر تُو ہمیں غالب کر۔ اور تیرے نام اور تیری تبلیغ کو ہم دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ آجکل صرف غیر مسلم ہی نہیں یا وہ لوگ جو خدا کو نہیں مان رہے وہی اسلام کے خلاف باتیں نہیں کر رہے بلکہ مسلمانوں میں سے بھی ایک طبقہ ایسا ہے جو اسلام کی تبلیغ کے راستے میں روک بن رہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں سے زیادہ ایسے ہیں جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور غیر مسلم دنیا میں ہماری تبلیغ میں روک بن رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر جو بعض شدت پسند گروہ بنے ہوئے ہیں، یہ لوگ شدت پسندی والا اسلام پیش کر رہے ہیں، اُس کا اثر ہماری تبلیغ پر بھی ہوتا ہے، ہو رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے خاص شدت کے ساتھ اس لحاظ سے بھی دعا کی ضرورت ہے۔

پھر دعاؤں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا جو الہامی دعا ہے کہ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔

(تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہماری مدد فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے۔ دنیا و آخرت کے حَسَنَہ سے ہمیں نوازتا رہے۔ یہ دعا بھی آجکل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے بھی اس دعا کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔ اس لئے یہ دعا خاص طور پر ہر احمدی کو پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ دین اور دنیا اور آخرت کی حَسَنَہ سے ہمیں نوازے۔ نیکیوں پر قائم فرمائے۔ لغزشوں اور گناہوں کو معاف فرمائے اور آئندہ اُن سے ہمیشہ بچائے۔

پاکستان کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر کہتا ہوں کہ اپنے جائزے لیتے ہوئے اس طرف خاص توجہ دیں۔ اپنی نمازوں میں ان دعاؤں کو خاص جگہ دیں۔ اور ہر احمدی دعاؤں کی وہ روح اپنے اندر پیدا کرے جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعا کو کمال تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کراچی میں ایک بم دھماکے سے ایک احمدی شہید ہو گئے۔ اسی طرح پاکستان میں ایک اور وفات بھی ہوئی ہے جو ہمارے ایک دیرینہ خادمِ سلسلہ تھے۔ تو ان دونوں کے جنازہ غائب میں نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا۔ ان کے مختصر کوائف پیش کر دیتا ہوں۔

جو شہید ہوئے ہیں اُن کا نام مکرم و محترم مبشر احمد عباسی صاحب ابن مکرم نادر بخش عباسی صاحب ہے۔ 3؍ مارچ 2013ء کو ان کی شہادت ہوئی۔ مبشر احمد عباسی صاحب مرحوم کے خاندان میں آپ کے پڑدادا مکرم و محترم تونگر علی عباسی صاحب کے ذریعہ احمدیت آئی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ان کا خاندان کا تعلق علی پور کھیڑا یا کھیڑا یوپی انڈیا سے تھا۔ آپ کے خاندان میں آپ کے دو پھوپھا محمد صادق عارف صاحب اور مکرم محمد یوسف صاحب گجراتی درویش قادیان تھے۔ آپ کے دادا انڈین پولیس میں تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے زندگی وقف کر دی اور قادیان میں بطور انسپکٹر بیت المال کے خدمت کی توفیق پائی۔ مبشر احمد عباسی صاحب جو شہید ہیں، 1968ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ 45 سال کی ان کی عمر تھی۔ ملازمت کی غرض سے 1982ء میں کراچی چلے گئے۔ شہادت کے وقت کراچی کی ایک گارمنٹ فیکٹری میں ملازمت کر رہے تھے۔ 3؍ مارچ 2013ء کی شام نماز مغرب کے وقت عباس ٹاؤن کراچی میں ایک بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجہ میں 50 سے زائد افراد جاں بحق ہوئے اور متعدد افراد زخمی ہوئے۔ ان کی رہائش بھی عباس ٹاؤن میں ہی تھی۔ واقعہ سے پانچ منٹ پہلے کچھ ادویات وغیرہ لینے کے لئے گھر سے نکلے اور دھماکے کی زد میں آ گئے۔ شنید ہے کہ مبشر عباسی صاحب دھماکے کی جگہ کے بہت قریب تھے اور موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ ابتدائی طور پر آپ کے لاپتہ ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ بعد میں ٹیلی فون پر اطلاع کے ذریعہ سے ہسپتال جا کر آپ کی شناخت ہوئی۔ مبشر عباسی صاحب انتہائی اچھی اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ بچوں اور اہلیہ کے ساتھ اور بہن بھائیوں کے ساتھ اچھا تعلق تھا۔ ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی خدیجہ مبشر بارہ سال کی اور ایک بیٹا نادر بخش دس سال کی عمر کے ہیں۔ ان کے علاوہ تین بہن بھائی ہیں۔

دوسرا جنازہ جو ہے وہ جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب کا ہے جن کی 3؍ مارچ 2013ء کو نوّے سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 16؍ اکتوبر 1923ء کو شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ اور ان کے والد حضرت سید سردار احمد شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ انہوں نے آپ کو پیدائش سے پہلے ہی وقف کر دیا تھا۔ آپ نے اسلامیہ کالج لاہور سے بی ایس سی کرنے کے بعد 1946ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم ایس سی کیمسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ایم ایس سی کرنے کے فوراً بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مصلح موعود نے کیمسٹری کے لیکچرار کے طور پر تعلیم الاسلام کالج قادیان میں ان کا تقرر کر دیا۔ اور ان کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ کالج کے ابتدائی اساتذہ میں سے تھے۔ ہجرت کے بعد یہ پہلے لاہور اور پھر جب ٹی آئی کالج ربوہ منتقل ہوا ہے تو وہاں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ 1956ء میں آپ یہاں لندن آئے اور 1958ء میں یونیورسٹی آف لندن سے آرگینک کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ربوہ واپسی پر ٹی آئی کالج ربوہ میں 1963ء تک کیمسٹری پڑھاتے رہے۔ 1963ء میں پھر آپ لندن آئے اور 1964ء میں لندن یونیورسٹی سے پوسٹ ڈاکٹریٹ کیا۔ رائل انسٹیٹیوٹ آف کیمیکل سوسائٹی کے فیلو بنے اور اسی طرح 64ء سے 78ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پروفیسر، ہیڈ آف کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ اور کچھ عرصہ تک انچارج پرنسپل کے طور پر کام کیا۔ 1972ء میں جب کالج اور جماعت کے تعلیمی ادارے حکومت نے زبردستی لے لئے تو پھر ان کی وہاں سے گورنمنٹ کالج راولپنڈی ٹرانسفر کر دی گئی۔ پھر دوسرے دو کالجوں میں پرنسپل رہے۔ بہرحال 1986ء میں یہ ریٹائر ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے ربوہ کے تعلیمی اداروں کی حالت دیکھتے ہوئے اپنے سکول کھولے، پرائمری سکول بھی اور نرسری سکول بھی اور ہائی سکول بھی۔ اور کافی دیر تک جب تک کہ جماعت کے سکول دوبارہ وہاں نہیں کھلے ان کے سکول بڑا اچھا کام کرتے رہے اور بچوں کو سنبھالتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب انتہائی سادہ ہمدرد طبیعت کے مالک تھے ضرورتمندوں کی خدمت کرنے والے، اُن کی مدد کرنے والے تھے۔ جو تعلیم نہیں حاصل کر سکتے تھے اُن کی تعلیم میں مدد کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ بڑا پیار و محبت کا سلوک تھا۔ مشورے بڑے مخلصانہ اور بڑے صائب ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وقت میں جامعہ نصرت کالج برائے خواتین ربوہ میں سائنس بلاک کی تعمیر بھی آپ نے فرمایا تھا تو شاہ صاحب نے ہی کروائی تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ سیکرٹری اصلاح وارشاد لاہور مقرر ہوئے۔ 56ء تا 58ء لندن میں خدام الاحمدیہ کے قائد بھی رہے ہیں۔ اسی دوران سیکرٹری مال جماعت لندن کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ خلافت سے ان کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ ان کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ان کا پڑھانے کا طریقہ بھی بڑا سادہ تھا۔ میں نے بھی کچھ دن ان سے پڑھا ہوا ہے، طلباء کو دوست بنا کر پڑھاتے تھے۔ بڑی سادگی تھی۔ ان کے بارہ میں مجیب اصغر صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ لنگر خانے میں پاکستان میں ڈیوٹیاں تھیں تو ایک دفعہ یہ لنگر خانے میں آئے۔ ان کے کچھ مہمان آ گئے تھے۔ روٹی لینی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ اچھا۔ اور گرم گرم روٹیاں وہ دینے لگے تو انہوں نے کہا کپڑا لائیں۔ کپڑے میں روٹی ڈال دوں۔ تو انہوں نے کہا کپڑا تو میں لایا نہیں، شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی، قمیض کا پلّو آگے کر دیا کہ اس میں ڈال دو اور لے کے چلے گئے۔ کوئی کسی قسم کا عار نہیں تھا کہ میں اس طرح روٹی اُٹھا کے جا رہا ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کو کھلانی تھی اور اس لحاظ سے بڑی سادگی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اسی طرح شہید کے بھی درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو صبر، ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
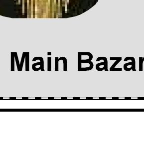
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
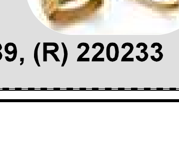
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

خطبہ جمعہ

قرآنِ کریم نے متعدد جگہ جو دعا کے مضمون پر کھل کر روشنی ڈالی ہے اس کو ہمیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لیے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دعا کی حکمت اور فلاسفی اور دعا کرنے کے طریق کو سمجھ کر دعا کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اور نہ صرف دعا کی طرف توجہ کرنے والے ہوں بلکہ نتیجہ خیز دعاؤں کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اگر تعلق جوڑنا ہے، اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کروانی ہے، دشمن کی ناکامی کے نظارے دیکھنے ہیں تو ہمیں عابد بننے کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

ہمیں دشمن کے شور وفغاں میں بڑھنے، بیہودگیوں میں بڑھنے کے بعد یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا سبق ملا ہے۔

پس ہمیں اس سبق کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔

ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر صبر اور دعا کے ساتھ زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید کی تعلیمات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے دعاؤں کی حقیقت اور فلاسفی اور موجودہ حالات میں خاص طور پر دعاؤں کی پُر اثر تحریک۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مؤرخہ 15/مارچ 2013ء بمطابق 15/امان 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 5اپریل 2013ء کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ۔ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ إِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ۔ إِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

(سورۃ المؤمنون: 107 تا 112)

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس کے حوالے سے جو خطبہ کے ابتدا میں ہی مَیں نے پڑھا تھا، یہ بتایا تھا کہ دعا کیا ہے؟ دعا سے کس طرح تسلی اور سکینت ملتی ہے؟ دعا کی فلاسفی کیا ہے اور کس طرح مانگنی چاہئے؟ یعنی دعا مانگنے کا معیار کیا ہے جو ایک مومن کو اختیار کرنا چاہئے۔

اصل میں تو دعا کی یہ روح اور فلاسفی قرآنِ کریم کی ہی بیان فرمودہ ہے، اُس میں بیان ہوئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمائی۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اور ارشادات بھی ہیں جو بڑے مختصر ارشادات ہیں لیکن دعا کرنے اور دعا کی حقیقت جاننے کے ایسے طریقے اور اسلوب ہیں جن پر عمل کر کے ایک انسان خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا اور دعا کی حقیقت جاننے والا بن جاتا ہے۔

آپ علیہ السلام اپنی ایک مجلس میں فرماتے ہیں کہ:

’’دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے۔ اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 21 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس پر قائم ہونے کے لیے کہتے ہیں۔ کیونکہ جب تک دنیا کی طرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کے لیے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 33 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی فطری جوش ہے جو بندے اور خدا کے تعلق کو قائم کرتا ہے اور اُس کو مضبوط کرتا ہے۔ پس اس فطری جوش اور مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ یہ فطری جوش بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے پیدا ہوگا۔

پھر آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

’’دعاؤں میں جو رُو بخدا ہو کر توجہ کی جاوے تو پھر ان میں خارق عادت اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دعاؤں میں قبولیت خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤں کے لیے بھی ایک وقت‘ (ہوتا ہے) ’’جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے۔ اس وقت میں خصوصیت ہے وہ دوسرے اوقات میں نہیں۔ اسی طرح پر دعا کے لیے بھی بعض اوقات ہوتے ہیں جبکہ ان میں قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 309 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہر کام میں صبح کے وقت تازہ دم ہو کر جو کام انسان کرتا ہے اُس کے نتائج بہترین ہوتے ہیں۔ آجکل کے ان لوگوں کی طرح نہیں جو ساری رات یا رات دیر تک یا تو انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں یا ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں یا اور دنیاوی کاموں میں ملوث رہتے ہیں۔ اُن کی رات کو نیند پوری نہیں ہوتی۔ صبح اُٹھتے ہیں تو ادھ پچدّی نیند کے ساتھ، اُس میں نماز کیا ادا ہوگی؟ اور ان کے دوسرے کاموں میں کیا برکت پڑے گی۔ ہر شخص چاہے دنیا دار بھی ہو اپنے بہترین کام کے لئے تازہ دم ہو کر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ پوری توجہ سے کام ہو۔ اُس کام کے بہترین نتائج ظاہر ہوں۔ پس آپ نے فرمایا کہ اس طرح تمہیں یہ بھی تلاش کرنا چاہئے کہ تمہارے دعاؤں کے بہترین اوقات کیا ہیں؟ وہ کیفیت کب پیدا ہوتی ہے جب دعا قبول ہوتی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ کا رحم ہے اُس شخص پر جو امن کی حالت میں اسی طرح ڈرتا ہے جس طرح کسی پر مصیبت وارد ہوتی ہو تو وہ ڈرے۔ جو امن کے وقت خدا تعالیٰ کو نہیں بھلاتا خدا اُسے مصیبت کے وقت میں نہیں بھلاتا۔ اور جو امن کے

زمانہ کوعیش میں بسر کرتا ہے اور مصیبت کے وقت دعائیں کرنے لگتا ہے تو اس کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ جب عذاب الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ پس کیا ہی سعید وہ ہے جو عذاب الٰہی کے نزول سے پیشتر دعاؤں میں مصروف رہتا ہے، صدقات دیتا ہے اور امر الٰہی کی تعظیم‘‘ (یعنی جو حکم خدا تعالیٰ نے دیئے ہیں اُنہیں پورے عزت و احترام کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرتا ہے) ’’اور خلق اللہ پر شفقت کرتا ہے۔ اپنے اعمال کو سنوار کر بجالاتا ہے۔ یہی ہیں جو سعادت کے نشان ہیں۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح سعید اور شقی کی شناخت بھی آسان ہوتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 539 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی سعید فطرت کے نیک عمل اُس پھل کی طرح ہیں جو میٹھا ہے اور پُر لذت ہے۔ جس کے پھل کو دیکھ کے سب کہیں، جس کو چکھ کر سب کہیں کہ یہ میٹھا پھل دینے والا درخت ہے۔ شقی وہ بدبخت انسان ہے جس کے عمل نہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے ہیں اور نہ ہی اُس کے بندوں کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ گویا کڑوا اور بدبودار پھل دینے والا درخت ہے۔

پس یہ چند اقتباسات مَیں نے اس لئے پیش کئے کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق کا مزید ادراک پیدا ہو۔ اس لئے کہ ہمیں دعا کرنے کے اسلوب اور طریقوں کا پتہ چلے۔ اس لئے کہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اچھے اور برے کے فرق کو دیکھ کر ہم اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ ہمیں دعاؤں کے صحیح طریق کو اپناتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ تا کہ ہم اُن لوگوں میں شامل ہوں جو دنیا کی حَسَنَہسے بھی حصہ لینے والے ہیں اور آخرت کی حَسَنَہسے بھی حصہ لینے والے ہیں۔ تا کہ ہم ذاتی اور جماعتی مقاصد کے حصول میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے والے ہوں۔

پس یہ وہ اہم مضمون ہے جسے ایک مسلمان کو، اُس مسلمان کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا ہے، جس نے زمانے کے امام اور مسیح و مہدی موعود کی بیعت میں آنے کی سعادت پائی ہے۔ اُس کو ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حقیقی مومن اور جو صرف ایمان کا دعویٰ کرنے والا ہے اُس میں فرق پیدا ہوجائے۔ واضح ہوجائے کہ حقیقی مومن کون ہے اور وہ کون ہے جو صرف مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

قرآنِ کریم نے متعدد جگہ جو دعا کے مضمون پر کھل کر روشنی ڈالی ہے اس کو ہمیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم دعا کی حکمت اور فلاسفی اور دعا کرنے کے طریق کو سمجھ کر دعا کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اور نہ صرف دعا کی طرف توجہ کرنے والے ہوں بلکہ نتیجہ خیز دعاؤں کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔ ایسی دعائیں کرنے والے ہوں جن کا نتیجہ نکلتا ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی بے مقصد ہے۔ نتیجہ خیز دعاؤں کی انسانوں کو اپنی زندگیاں سنوارنے کے لئے ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم اُس کی عبادت کرتے ہیں یا نہیں، اُس سے کچھ مانگتے ہیں یا نہیں۔ دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعاؤں اور پھل لانے والی دعاؤں کی ہمیں ضرورت ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کو، وہ تو بے نیاز ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرواتا ہے کہ یہ اعلان کردو کہ قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (سورۃ الفرقان:78) یعنی کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے، اگر تمہاری طرف سے دعا ہی نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’کامل عابد وہی ہوسکتا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے، لیکن اس آیت میں اَور بھی صراحت ہے‘‘ (مزید کھول کر بیان کیا ہے) ’’یعنی ان لوگوں کو کہہ دو کہ اگر تم لوگ رب کو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ عابد کی پرواہ کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 221 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دعائیں کرنے والوں کی پرواہ کرتا ہے۔ اُس کی عبادت، اپنی عبادت کرنے والوں کی پرواہ کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ سے اگر تعلق جوڑنا ہے، اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کروانی ہے، دشمن کی ناکامی کے نظارے دیکھنے ہیں تو ہمیں عابد بننے کی طرف توجہ دینی ہوگی، حقیقی عابد بننے کی طرف توجہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو صحیح عابد بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں یہ روح پیدا کرے تا کہ ہم دشمنوں کے بد انجام کو دیکھنے والے ہوں۔

آج کل دشمن، وہ لوگ جن کے دل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی، کینہ اور بغض میں اس قدر بھر چکے ہیں کہ جس کی انتہا کوئی نہیں رہی۔ خاص طور پر پاکستان میں اور پھر ہندوستان کے کچھ علاقوں میں بھی، یا اُن کے زیرِ اثر بعض مسلمان افریقن ممالک کے چھوٹے چھوٹے قصبوں میں ان سے ہر قسم کی کمینگی کے اظہار ہونے لگے ہیں۔ صفِ اول میں گو پاکستان کے مُلّاں اور نام نہاد علماء ہی ہیں۔ کوئی موقع نہیں چھوڑتے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف انتہائی ذلیل اور مذموم حرکتوں کے مرتکب نہ ہو رہے ہوں۔ احمدیوں کے دلوں کو چھلنی کرنے کے موقعے تلاش کرتے ہیں۔ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس لئے محبت اور وفا کا تعلق رکھتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشقِ صادق ہیں۔ یہ احمدیوں کا جرم ہے۔ احمدیوں کا یہ وفا کا تعلق اس لئے ہے، یہ محبت کا تعلق اس لئے ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے اندر حقیقی عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا تعلق اس لئے رکھتے ہیں کہ حقیقی توحید کا فہم و ادراک ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے عطا ہوا۔ پس جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی کی وجہ سے اپنی حدوں کو پھلانگ رہے ہیں، اُن کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی منادی کرنے والے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اُس بندے سے ہے جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عابد کی پرواہ کرتا ہے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا عابد کوئی نہیں۔ ماضی میں بھی ہم دشمنوں کا انجام دیکھتے آئے اور آجکل بھی دیکھ رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں کہ ان مغلّظا تبکنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے طریقے سے پکڑا جو یقیناً بہت سوں کے لئے عبرت کا باعث بنا یا عبرت کا باعث بننے والا تھا اور ہے۔ پاکستان میں بھی دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں۔ مَیں بوجوہ بعض جگہوں کے نام تو نہیں لیتا جہاں ایسے واقعات ہوئے ہیں جہاں ان دریدہ دہنی کرنے والوں کو، بیہودگیاں کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے پکڑا۔ یہ دریدہ دہنی کرنے والے کئی قسم کے ہیں۔ جو بڑے نیک، پارسا تھے۔ ان کو کسی نہ کسی گھناؤنے الزام میں، نہ صرف الزام میں بلکہ جرم میں اُن کے اپنے لوگوں نے جو اُنہیں بہت بڑا بزرگ سمجھتے تھے، ذلیل کرکے اپنے علاقے سے نکلوایا یا نکال دیا۔ یا پھر یہ بھی ایسے لوگوں کے ساتھ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اَور رنگ میں ان کی ذلت کے نظارے دکھا کر جہاں اُن کے حامیوں کو شرمندہ کیا، وہاں احمدیوں کے ایمان کو بھی مضبوط کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ان الزام تراشیاں کرنے والوں نے بعض ایسی ایسی ذلیل حرکات کی ہیں کہ بعض لوگ مجھے واقعات لکھتے ہیں اور بعض دفعہ اخباروں میں بھی آجاتی ہیں کہ ان کا تو میں یہاں بیان بھی نہیں کرسکتا۔ کس قسم کی گھٹیا سوچیں ہیں۔ کس قسم کے گھٹیا ان کے عمل ہیں اور دشمنی ہے زمانے کے امام کے ساتھ۔ عوام کی اکثریت یا تو بے حس ہے، (پاکستان کی میں بات کر رہا ہوں) یا خوفزدہ ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے بعض علاقوں میں بھی ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر پھر بھی یہ لوگ سبق حاصل نہیں کرتے کہ ان نام نہاد اسلام کا درد رکھنے والوں کی جو ذلت ہو رہی ہے یا ہوتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی دشمنی کی وجہ سے ہے اور غور کریں تو یہی چیز ان کے لئے عبرت کا نشان بن جاتی ہے۔ دنیا کے دوسرے ممالک میں جیسا کہ مَیں نے کہا افریقہ میں بھی بعض دفعہ دشمنیاں ہیں لیکن مسلمان اپنے علماء کی جب یہ گھٹیا حالت دیکھتے ہیں تو پھر یہ احمدیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ افریقہ میں بہت سے علاقوں میں تو احمدیت پھیلی بھی اس وجہ سے ہے۔ اپنے علماء کی حالت دیکھ کر انہوں نے صحیح دین کو پہچانا ہے۔ ان میں یہ جرأت ہے کہ اپنے ان نام نہاد علماء کی حرکتوں سے سبق حاصل کریں اور حق کی تلاش کریں۔ بہرحال مَیں احمدیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مخالفینِ احمدیت کی حرکتوں اور کمینگیوں سے پریشان نہ ہوں۔ گزشتہ دنوں مجھے کسی احمدی نے پاکستان سے لکھا کہ ہمارے علاقے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا زور اس قدر ہے اور اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ دشمن ہر اوچھی حرکت کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بگاڑ کر یا تصویر کے ساتھ بڑا توہین آمیز سلوک کرکے ہمارے دلوں کو چھلنی کر رہے ہیں۔ یہ جہالت جو ہم دیکھتے ہیں تو اب برداشت نہیں ہوتا۔ لگتا ہے کہ دل پھٹ جائے گا۔ اتنے غلیظ پوسٹر دیواروں پر لگا رہے ہیں کہ بعض غیر از جماعت جو شرفاء ہیں اُن کی دیواروں پر جو پوسٹر لگے ہوئے تھے، انہوں نے بھی وہ اتار دیئے کہ اب یہ انتہا ہو رہی ہے۔ تو یہ لکھتے ہیں کہ یہ دیکھ کر بے ساختہ روتے ہوئے چیخیں نکل جاتی ہیں۔ میں نے اُن کو بھی لکھا ہے کہ صبر اور دعا سے کام لیں۔ ہمیں دشمن کے شور و فغاں میں بڑھنے، بیہودگیوں میں بڑھنے کے بعد یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا سبق ملا ہے۔ پس ہمیں اس سبق کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔ یہ خدا تعالیٰ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلیے

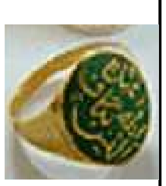

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

نیواشوک جیولرز قادیان

New Ashok Jewellers

Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab

9815156533, 8054650500, 01872-221731

E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

سے تعلق بڑھا کر اُس میں فنا ہونے کا سبق ہے۔ ایسے لوگ اپنی موت کو خود دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی اہانت کرنے والے ہمیشہ ہی تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ یہ لوگ بھی اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو جس طرح لیکھو پر دعا کی تلوار چلی تھی، ان پر بھی اللہ تعالیٰ کے اِذن سے چلے گی۔ پس اپنے دکھ، اپنے درد، اپنی چیخیں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شریروں کو عبرت کا نشان بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس میں جو 19/اپریل 1904ء کی ہے فرمایا کہ:

''مَیں اپنی جماعت کے لئے اور پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔''زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ فَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا ۔ فرمایا میرے دل میں آیا کہ اس پیس ڈالنے کو میری طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے؟ اتنے میں میری نظر اُس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا بیت الدعا پر لکھی ہوئی ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ يَارَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِيْ وَ مَزِّقْ اَعْدَآئَكَ وَ اَعْدَآئِيْ وَاَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَيَّامَكَ وَشَهِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ شَرِيْرًا ۔''

یعنی''اے میرے رب! تُو میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا۔ اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔''

انکار کرنے والے بہت سارے ہوتے ہیں لیکن بعض انکار کرنے والے شریر ہوتے ہیں جو اپنی شرارتوں میں انتہا کو پہنچے ہوتے ہیں۔ پس یہ دعا اُن کے لئے ہے۔ فرمایا کہ:

''اس دعا کو دیکھنے اور اس الہام کے ہونے سے معلوم ہوا کہ یہ میری دعا کی قبولیت کا وقت ہے''۔ پھر فرمایا''ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ اُس کے ماموروں کی راہ میں جو لوگ روک ہوتے ہیں اُن کو ہٹا دیا کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کے دن ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین بڑھتا ہے کہ وہ کس طرح اُن امور کو ظاہر کر رہا ہے۔''

(تذکرہ صفحہ 427-426 مع حاشیہ۔ نظارت اشاعت ربوہ۔ 2004ء)

اور یہ نظارے آج بھی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو دکھا رہا ہے۔ ایک طرف یہ گالیاں ہیں، دوسری طرف ترقیات ہیں۔ بیشک ملک میں شرفاء بھی ہیں، ایسے بھی ہیں جیسا کہ میں نے کہا، جو پوسٹروں کو اپنے گھروں کی دیواروں پر سے اُتارنے والے ہیں۔ لیکن ان میں جو اکثریت ہے اُن میں گونگی شرافت ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ شرافت تو ہے لیکن گونگی شرافت ہے جو بولتی نہیں۔ (تذکرہ صفحہ 427-426 مع حاشیہ۔ نظارت اشاعت ربوہ۔ 2004ء)

لیکن ایک پڑھا لکھا طبقہ جو انگریزی اخباروں میں لکھتا ہے، انہوں نے اب اس حد سے بڑھے ہوئے ظلم کے خلاف آواز بھی اُٹھانا شروع کر دی ہے۔ بہر حال ملک کو بچانے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ الہامی دعا بھی پڑھنی چاہئے تا کہ شر پسندوں کا خاتمہ ہو۔ ملک کی شریف آبادی اُن شر پسندوں کے شر سے محفوظ رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ احمدی ان شر پسندوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا، ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر صبر اور دعا کے ساتھ زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔ مختلف شہروں میں، مختلف علاقوں میں احمدیوں کے خلاف ان شر پسندوں کی منصوبہ بندیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ہمارا خدا خیر الماکرین ہے۔ ان کے منصوبوں کو ان پر الٹانے والا ہے اور اُلٹا رہا ہے۔ وہی ہے جس نے اب تک ہمیں اُن کے خوفناک منصوبوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا خدا کے دامن کو کبھی نہ چھوڑیں۔ پہلے بھی کچھ عرصہ ہوا، مَیں جماعت کو اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتے ہوئے اجتماعی رنگ میں اس کے آگے جھک جائیں تو تھوڑے عرصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ انقلاب آ سکتا ہے۔

مستقل مزاجی سے دعاؤں کی طرف توجہ دیتے چلے جانے کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

''دعا اور اُس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلا پر ابتلا آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلا بھی آ جاتے ہیں کہ کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج، سعید الفطرت، ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سِرّ یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے۔ کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اُسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کبھی بھی خیال کرنا نہیں چاہئے کہ میری دعا قبول نہ ہوگی یا نہیں ہوتی۔ ایسا وہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 708-707 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی اگر انسان اس قسم کی باتیں سوچے تو پھر وہ لاشعوری طور پر اللہ تعالیٰ کی جو دعائیں قبول فرمانے کی صفت ہے، اس کا انکار کر رہا ہوتا ہے۔

پس ہمارا کام اپنے اندر استقلال پیدا کرنا ہے۔ ہمیں اُن شرائط کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جن میں سے چند ایک میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بیان کی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ اس یقین پر قائم رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول کبھی غلط نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (سورۃ البقرۃ: 187)۔ کہ دعا کو اُس کی شرائط کے ساتھ مانگو، میں قبول کروں گا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم مایوس ہوں۔ ہاں قبولیت کا وقت خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔ ہر ابتلا ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والا بنائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ قبولیت بھی ہم دیکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور ارشاد بھی پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اُس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے۔ یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعاؤں کو سن لے گا اور اُسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کے لئے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے۔ پس اُس کو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اُس قانون کو اُس کے لئے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا؟ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے وہ کہاں جائے گا''۔ ...... فرمایا''دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام کا پیارا بیٹا یوسف علیہ السلام جب بھائیوں کی شرارت سے اُن سے الگ ہو گیا تو آپ چالیس برس تک اُس کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ اگر وہ جلد باز ہوتے تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوتا۔ چالیس برس تک دعاؤں میں لگے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان رکھا۔ آخر چالیس برس کے بعد وہ دعائیں کھینچ کر یوسف کو لے ہی آئیں۔ اسی عرصہ دراز میں بعض ملامت کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ تُو یوسف کو بے فائدہ یاد کرتا ہے مگر انہوں نے یہی کہا کہ مَیں خدا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ بیشک اُن کو کچھ خبر نہ تھی مگر یہ کہا۔ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ ۔ (سورۃ یوسف: 95) پہلے تو اتنا ہی معلوم تھا کہ دعاؤں کا سلسلہ لمبا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر دعاؤں سے محروم رکھنا ہوتا تو وہ جلد جواب دے دیتا۔ مگر اس سلسلہ کا لمبا ہونا قبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ کریم سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں کرتا۔ بلکہ بخیل سے بخیل بھی ایسا نہیں کرتا۔ وہ بھی سائل کو اگر زیادہ دیر تک دروازہ پر بٹھائے تو آخر اُس کو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 152-151 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور پھر ہماری دعائیں تو ہمارے دل کی تڑپ، ہمارے دلوں کا چھلنی ہونا اپنی ذات پر ظلم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہم اُن ظلموں کا نشانہ ہیں۔ ہم ان ظلموں کا نشانہ اس لئے بن رہے ہیں کہ اس زمانے میں ہم نے خدا تعالیٰ کے فرستادے اور پیارے کو مانا ہے۔ پس یقیناً ہم خدا تعالیٰ کے لئے یہ سب کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ اگر اُس کی خاطر برداشت کر رہے ہیں تو وہ ضرور ہماری دعائیں سنے گا اور سن رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ دشمن کے منصوبے تو بڑے شدید تھے اور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے ہیں اور ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ یہ نظارے دکھا رہا ہے کہ کئی جگہ دشمن کے منصوبوں کے توڑ کر رہا ہے اور صرف پاکستان میں نہیں، دنیا کے مختلف ممالک میں بھی مخالفت ہے لیکن جماعت کی ترقی رُک نہیں رہی۔

یورپین پارلیمنٹ مَیں جب میں گیا تو ایک اخباری نمائندے نے کہا کہ تمہاری دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے یا تعداد کتنی ہے؟ تم لوگ اپنے آپ کو کہاں رکھتے ہو؟ تو مجھے یہ خیال آیا کہ اُس نے تعداد کی حقیقت پوچھنے کے بعد یہ سوال کرنا ہے کہ پھر تم جو تعلیم دیتے ہو، امن پسندی کی باتیں کرتے ہو، جس کو تم دنیا میں پھیلانا چاہتے ہو تو تمہاری تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ تمہاری حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ جواب فوراً ذہن میں آیا جو انہوں نے یہاں یورپ کے ایک پریس نمائندے کو اس کے سوال پر دیا تھا کہ آپ کی تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے فرمایا تھا کہ آج سے ترانوے سال پہلے جو ایک تھا وہ اب ایک کروڑ کے قریب ہے تو حساب کر لو کہ آئندہ اتنے عرصے میں ہم کتنے ہوں گے؟

(ماخوذ از دورۂ مغرب 1400ھ صفحہ 211 تا 213)

تو میں نے بھی اُسے کہا کہ جماعت احمدیہ کو اب 123 سال تو گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کروڑوں میں ہیں اور وہ وقت بھی انشاء اللہ تعالیٰ قریب ہے جب ہم ایک اثر رکھنے والی جماعت کے طور پر دنیا کو نظر آئیں گے۔ جب میں نے یہ جواب دیا اور اس سے کہا کہ لگتا ہے کہ تمہارا سوال یہی تھا تو تسلی ہو گئی؟ اُس نے کہا ہاں میرے ذہن میں یہی تھا۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا اثر دنیا کے مقاصد کے حصول کے لئے نہیں ہو گا بلکہ خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے، محبت اور پیار کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہو گا۔ پس ہمیں کسی طرح بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ مخالفین کے ظلم ہمیں اپنے کام سے ہٹا سکتے ہیں یا ترقی میں

روک بن سکتے ہیں۔ ترقی تو ہمیں خدا تعالیٰ دکھا رہا ہے اور نہ صرف ہمیں ترقی کے نظارے دکھا رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آئندہ آنے والی زندگی میں اپنے پیاروں کے ساتھ جڑنے والوں اور اُن کی مخالفت کرنے والوں کی حالت کا نقشہ کھینچ کر ہمارے لئے تسلی اور سکینت کے سامان بھی فرما دیئے ہیں۔ جو آیات میں نے شروع میں تلاوت کی ہیں، وہ اس حالت کا نقشہ کھینچتی ہیں۔ فرمایا قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْماً ضَالِّيْنَ (سورۃ المؤمنون: 107) وہ یعنی مخالفین یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدنصیبی غالب آ گئی اور ہم ایک گمراہ قوم تھے۔ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُوْنَ۔ (سورۃ المؤمنون:108)

اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکال لے، یعنی اس دوزخ سے، جہنم سے ہمیں نکال دے۔ پس اگر ہم پھر ایسا کریں تو یقیناً ہم ظلم کرنے والے ہوں گے۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ (سورۃ المؤمنون:109)

وہ کہے گا، اسی میں تم واپس لوٹ جاؤ۔ وہیں رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ۔ (سورۃ المؤمنون:110) یقیناً میرے بندوں میں سے ایک ایسا فریق بھی تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ۔ (سورۃ المؤمنون:111) پس تم نے اُنہیں تمسخر کا نشانہ بنا لیا، یہاں تک کہ اُنہوں نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا۔ اور تم اُن سے ٹھٹھا کرتے رہے۔ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ (سورۃ المؤمنون:112) یقیناً آج میں نے اُن کو اُس کی جو وہ صبر کیا کرتے تھے یہ جزا دی ہے کہ یقیناً وہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

پس یہ دشمنی کرنے والوں کا، زندگی کے فیشن سے دور جا پڑنے والوں کا انجام ہے کہ جب اگلے جہان میں جا کر ان پر حقیقت واضح ہوگی تو پھر کہیں گے کہ ہماری بدبختی ہمیں گھیر کر یہاں تک لے آئی ہے۔ پس اے اللہ! ہمیں ایک دفعہ لوٹا دے۔ ہم کبھی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ظلم کرنے والے ہوں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ میرا قانون نہیں ہے۔ اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے۔ اسی میں داخل ہو جاؤ۔ اب میں تمہاری کوئی بات، کوئی چیخ و پکار نہیں سنوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو چیخ و پکار یا باتیں سنی تھیں وہ اس دنیا میں اُن کی سنتا ہے جو نیکوں کا عمل ہے، نہ کہ ان لوگوں کی جو یہاں ظلم کرنے کے بعد اگلے جہان میں جا کے (چیخ و پکار) کریں۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ ایسے لوگوں سے سلوک کا ذکر فرمایا ہے جو اُس کے فرستادوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ خدا جو ہر وقت اپنے بندے کی معافی مانگنے کے انتظار میں ہے وہ اب انکار کر دے گا کہ اب وقت گزر گیا۔ جب تم یہاں آ گئے تو یہاں اعمال کی جزا ملنی ہے۔ جو اعمال تم اُس دنیا میں کر آئے ہو، جو حرکتیں تم اُس دنیا میں میرے بندوں کے دل چھلنی کر کے کر آئے ہو، میرے آگے جھکنے والے اور میرے دین کی عظمت قائم کرنے کی کوشش کرنے والوں سے جو سلوک تم نے روا رکھا، جس طرح وہ میرے کام کو آگے بڑھانا چاہتے تھے تم نے اُن کے کام میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی، نہ صرف دوسروں کو اُن کی باتیں سننے سے روکا بلکہ اُن پر ظلم کی بھی انتہا کی۔ میرے نام کا کلمہ پڑھنے والوں کو تم نے ہنسی اور تمسخر کا نشانہ بنایا بلکہ اُن کے خون سے بھی کھیلتے رہے۔ پس اب معافی کس چیز کی؟ آج تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔ جاؤ اور اپنے ٹھکانے جہنم میں جا کر رہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج یقیناً میرے وہ بندے جو میرے حکم کے مطابق، میرے وعدے کے مطابق آنے والے فرستادے پر ایمان لائے، وہی اس قابل ہیں کہ اُن پر میں رحم کروں، اُن کی باتیں سنوں، اُن کو اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دوں۔ دنیا میں اُن پر کئے گئے ظلموں کی جزا اُن پر پیار کی نظر ڈال کر دوں۔ اس دنیا میں اُن کی جزا کئی گنا بڑھا کر دوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے وہ لوگو! جو میرے بندوں پر ظلم کرتے رہے، ان پر ظلموں اور ان پر تمسخر نے تمہیں اس حد تک اندھا کر دیا کہ تم میری ذات سے بھی غافل ہو گئے۔ میرے اس حکم کو بھول گئے کہ عمداً مومنوں کی دل آزاری کرنا اور اُن کا قتل کرنا تمہیں جہنم کی آگ میں لے جائے گا۔ تو اپنے اس عہد کو بھول گئے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرو گے۔ تم نے یہ عہد کیا ہے لیکن تم بھول گئے۔ پس جب تم خدا تعالیٰ کے احکامات کو بھلا بیٹھے ہو، اُس کی یاد سے غافل ہو گئے ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کو اپنی مرضی کے مطابق توڑنے مروڑنے لگ گئے ہو تو میرا اب تمہارے سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تم نے مظلوموں کی جائیدادوں کو لوٹا، اُنہیں آگیں لگائیں، اُن کی جائیدادوں پر قبضے کئے۔ اُن کے کاروباروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اگر مشترکہ کاروبار تھے تو اُن کے پیسے کھا گئے۔ غرض جرموں کی ایک لمبی فہرست ہے جو تم کرتے رہے۔ پس اب یہ جہنم کی سزا ہی تمہارا مقدّر ہے۔ یہ قرآنِ کریم کہہ رہا ہے۔ کسی قسم کی نرمی اور معافی کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو اور پھر ایمان لانے والوں اور رحم اور بخشش مانگنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یقیناً آج تمہارے صبر اور استقلال اور ایمان میں مضبوطی اور میرے سے تعلق کی وجہ سے، میرے آگے جھکنے کی وجہ سے، میرا عبد بننے کی وجہ سے تم اُن لوگوں میں شمار کئے جاتے ہو جو کامیاب لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے مورد بننے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا رحم اور بخشش حاصل کرنے والے ہیں۔

پس ان آیات کی رو سے یہ مومن اور غیر مومن کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرمائے جو اُس کا رحم اور بخشش حاصل کرنے والے ہیں۔ ہماری ہر قسم کی کوتاہیوں اور کمیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں کی طرف ہماری توجہ رہے اور "فَآئِزُوْن" میں ہمارا شمار ہو۔

❁❁❁

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلوٰةُ عِمَادُ الدِّيْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

بقیہ: اداریہ از صفحہ ۲

بارے میں ہے جو سارے عالم میں سب سے بڑھ کر اعلیٰ صفات سے متصف، دین کا جاننے والا، سچ بولنے والا، عہدوں کا پورا کرنے والا، اعلیٰ اخلاق والا، سارے لوگوں کا بھلا چاہنے والا، عالم، خوبصورت، نفس پر قابو رکھنے والا۔ غصہ کو جیتنے والا، کسی سے حسد نہ کرنے والا ہو اور جنگ میں غصہ ہونے پر جس سے دیوتا بھی ڈرتے ہوں۔ اس کے بعد والمیکی جی نے واضح طور پر ایک انسان کے بارہ میں جاننے کی خواہش اور تجسس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:

को न्वस्मिन् साम्प्रतं लोके गुणवान् कश्च वीर्यवान् ।
धर्मज्ञश्च कृतज्ञश्च सत्यवाक्यो दृढव्रत: ।।2।।
चारित्रेण च को युक्त: सर्वभूतेषु को हित: ।
विद्वान् क: क: समर्थश्च कश्चैकप्रियदर्शन: ।।3।।
आत्मवान् को जितक्रोधो द्युतिमान् कोऽनसूयक: ।
कस्य बिभ्यति देवाश्च जातरोषस्य संयुगे ।।4।।
एतदिच्छाम्यहं श्रोतुं परं कौतूहलं हि मे ।
महर्षे त्वं समर्थोऽसि ज्ञातुमेवंविधं नरम् ।।5।।

(والمیکی رامائن مطبوعہ گیتا پریس گورکھپور، بال کانڈ پہلا شلوک ۲ تا ۵) ۲۱ واں ایڈیشن صفحہ ۲۷)

ترجمہ: مہارشی (ناردرشی مترجم) میں یہ سننا چاہتا ہوں اس کے لیے مجھے بڑا تجسس ہے اور آپ ایسے انسان کو جاننے کی طاقت رکھتے ہیں۔

یہاں والمیکی جی نے لفظ ज्ञातुमेवंविधं नरम् کا استعمال کیا ہے۔ معمولی ہندی جاننے والا انسان بھی اس کے معنی سمجھ سکتا ہے کہ نرم یعنی (نر یعنی انسان کا ذکر ہو رہا ہے نہ کہ کسی اور مخلوق کا۔)

اسی سوال کے جواب میں مہارشی نارد نے بتایا کہ والمیکی تم نے جو سب سے مشکل صفات بیان کی ہیں ان میں سب سے زیادہ صفات رکھنے والا اس وقت 'اِشواکو' خاندان میں پیدا شری رام چندر جی ہیں۔ جو ویدوں اور ان کے علوم کو جاننے والے، نفس کو قابو میں رکھنے والے، انتہائی شجاع، صبر والے، حواس خمسہ پر اختیار رکھنے والے موجود ہیں۔ مہارشی نارد نے والمیکی جی کے سوال کے جواب میں سنسکرت میں جو شلوک کہا جس کا ترجمہ اوپر درج ہے وہ اس طرح ہے۔

बहवो दुर्लभाश्चैव ये त्वचा कीर्तिता गुणा: ।
मुने वक्ष्याम्यहं बुद्ध्वा तैर्युक्त: श्रूयतां नर: ।।7।।

(ایضاً شلوک ۷)

یہاں جو بات خاص طور پر قابل غور ہے وہ یہ کہ والمیکی جی کا سوال ज्ञातुमेवंविधं नरम् ایسی اعلیٰ صفات سے متصف انسان کے بارہ میں تھا اور مہارشی نارد جی کا جواب श्रूयतां नर: سے بھی صاف ظاہر ہے کہ جواب بھی انسان کے بارہ میں ہی ہے جو اعلیٰ صفات سے مزین ہیں۔

والمیکی رامائن میں شری رام چندر جی کو آپ کے والد راجا دشرتھ والدہ کوشلیہ۔ اُستاد وِیشوامتر۔ اہلیہ سیتا دیوی، شری رام چندر جی کے بڑے بھگت ہنومان جی، راجا سوگریو، مشہور ماہر طبیب سوشین، بھائی لکشمن وغیرہ سب اعلیٰ صفات سے مزین انسان مانتے ہیں اور ''انسان'' کی حیثیت سے مخاطب ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود رامچندر جی مہاراج اپنے آپ کو انسان مانتے ہیں اور دشرتھ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اس طرح بشری تقاضے کے تحت اہلیہ سیتا جی کے جانے پر رونا، دکھ کرنا، تکالیف پر صبر کا مظاہرہ کرنا آپ کی سیرت و سوانح میں نظر آتا ہے۔ چونکہ شری رامچندر جی کے اپنے بارے میں دیئے گئے بیان سب سے زیادہ اہم ہیں اس لئے سب سے اوّل انہیں پیش کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ اگلی قسط میں یہ تمام شواہد پیش کئے جائیں گے۔ (جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

تقریر: جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2012

خلافت احمدیہ اسلامیہ سے روگردانی کے نتیجہ میں عالم اسلام کی المناک حالت اور اُس کا حل

محمد حمید کوثر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝ (اٰل عمران ۱۲۴)

گردنوں پر اُن کی ہے سب عام لوگوں کا گُنہ
جن کے وعظوں سے جہاں کے آگیا دل میں غُبار
ایسے کچھ سوئے کہ پھر جاگے نہیں ہیں اب تلک
ایسے کچھ بھُولے کہ پھر نسیاں ہوا گردن کا ہار

مُخبر صادق سیدالوریٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بعض ایسے خطرات سے بھی آگاہ اور مطلع فرمایا جو مسلمانوں کو اُن ہی کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں پیش آنے والے تھے۔ اس آگاہی کی وجہ یہ تھی کہ اگر مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کرلیں گے تو وہ آمدہ مہلک خطرات سے اپنے آپ کو محفوظ کرلیں گے بصورت دیگر یہی خطرات اُن کی تباہی کا موجب بن جائیں گے۔ چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكِلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا قَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ۔

قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے حملہ آور ہوں جیسے کھانے والی اپنے پیالے پر۔ یہ سن کر ایک سوال کرنے والے نے حضورؐ سے پوچھا کہ کیا اُن دنوں میں ہماری یعنی مسلمانوں کی تعداد کم ہو جائے گی؟ نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اُن دنوں میں تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن یہ تعداد اپنے وزن کے اعتبار سے سیلاب کی جھاگ کی طرح ہوگی۔ اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری اور بزدلی ڈال دے گا۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ ''الوھن'' کیا ہے۔ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

سامعین کرام!! سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ان الفاظ کا ایک ایک حرف عصر حاضر کے مسلمانوں کی حالت پر اطلاق پا رہا ہے۔ کہنے کو دنیا میں مسلمانوں کی آبادی سوا ارب کے قریب ہے۔ مگر عالمی سطح پر اس تعداد کا وہی وزن ہے جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ۔ سیلاب کے پانی پر تیرتی جھاگ۔

کہاں وہ مسلمان تھے جن کے وزن اور تفوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں تو وہ کفر کرنے والوں کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ایک سو صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو پر غالب آجائیں گے۔ (الانفال ۸/۶۶۔۶۸)

مگر عصر حاضر کے مسلمانوں کا عالمی سطح پر کوئی وزن وتاثیر نہیں ہے۔ مثال کے طور پر قریبًا 43 سال قبل 25 ستمبر 1969ء کو مراکش کے شہر رباط میں اُن ممالک کی ایک تنظیم قائم ہوئی تھی جن کے سربراہان حکومت مسلمان ہیں اور اس تنظیم کا نام ''مؤتمر عالم اسلامی'' یعنی ''اسلامی کانفرنس تنظیم'' رکھا گیا تھا۔ بعد میں نام تبدیل کر کے ''منظمة التعاون الاسلامی'' کردیا گیا۔ آج کل اس تنظیم کے 57 مسلم ممالک کسی نہ کسی نوعیت سے ممبر ہیں اور مرکزی دفتر جدہ سعودی عرب میں ہے۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد ''القدس'' اور اسی کے مقدس مقامات اور فلسطینی علاقوں کو یہودی تسلط سے آزاد کروانا تھا۔ ان 57 مسلم ممالک کی بے وزنی اور نامرادی کا اندازہ اس سے لگا لیجئے کہ پچھلے 43 سال میں القدس یا مقبوضہ علاقوں کی ایک انچ زمین بھی آزاد نہ کروا سکے۔ اس سے زیادہ ذلت اور ناکامی اور کیا ہوگی؟

پچھلے ایک ڈیڑھ سال کے دوران جب عرب سربراہان میں سے تیونس، مصر، لیبیا، یمن کے سربراہان اپنے اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے اور باقی سربراہان کو بھی اپنے اپنے اقتدار کے زوال کا خطرہ محسوس ہونے لگا تو اس تنظیم کا ایک خصوصی اجلاس 14-15 اگست 2012ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا۔ یہ خصوصی اجلاس ''قمة اسلامية لتعزيز التضامن'' یعنی مسلمانوں کے آپسی اتحاد کو مضبوط کرنے کے لیے اسلامی سربراہان کی کانفرنس'' کے زیر عنوان منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں جو اختتامی بیان جاری کیا گیا اُس کی شق نمبر ایک میں تحریر ہے کہ:

''يؤكد المؤتمر على أن اجتماع الأمة الاسلامية و وحدة كلمتها هو سر قوتها، مصداقا لقوله تعالى: اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء ۲۱/۹۳) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اٰل عمران ۱۰۴) مما يستوجب على الأمة الاسلامية الأخذ لكل أسباب الوحدة و التضامن و التعاضد بين أبنائها، والعمل على تذليل كل ما يعترض تحقيق هذه الأهداف''

اس عربی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ یہ تنظیم تاکیدًا نصیحت کرتی ہے کہ امة اسلامية کی اجتماعیت اور اس کے مؤقف کا اتحاد اس کی قوت کا راز ہے اور اس کی تصدیق سورة الانبیاء آیت نمبر ۹۳ اور سورہ اٰل عمران آیت نمبر ۱۰۴ سے ہوتی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: یقینًا یہی تمہاری امة ہے جو امة واحدة ہے اور میں تمہارا رب ہوں۔ اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اس لیے امة اسلامية پر لازم ہے کہ وہ اُمت کے افراد کے درمیان اجتماعیت اور وحدت و تعاون کے قیام کے لیے تمام اسباب اختیار کرے اور ہر وہ روک جو اس مقصد کی راہ میں حائل ہو اُسے ہٹانے کے لیے کام کرے۔

مسلم سربراہان جو تنظیم کے اجلاس میں بڑی عالی شان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اُن کی حالت قرآن مجید کی آیت کے مطابق یہ تھی کہ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر ۵۹/۱۵) تو ان کو ایک قوم خیال کرتا ہے لیکن ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ دنیا جانتی ہے۔ یہ سربراہان یاجوج ماجوج کے غلام وآلہ کار ہونے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں حیرت کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ کی نصیحت کر رہے ہیں مگر خود کو یہ پتہ نہیں کہ ''حبل اللہ'' کا حقیقی مفہوم کیا ہے اور کون سی وہ حبل اللہ ہے جسے عصر حاضر میں پکڑنا انتہائی ضروری اور وقت کے تقاضہ کے مطابق ہے۔

شاید جماعت احمدیہ کی نصیحت ان سربراہان اور ان کے پیچھے چلنے والے مسلمانوں کو سمجھ نہ آئے اس لیے ہندوستان کے مشہور عالم ولیڈر ابوالکلام آزاد کی نصیحت پیش ہے کہ:

''قوموں اور ملکوں میں اس اجتماع وائتلاف کی صالح وحقیقی زندگی پیدا کردینا محض انسانی تدبیر سے ممکن نہیں، دُنیا میں کوئی انسانی تدبیر امّت پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ کام صرف اللہ ہی کی توفیق ورحمت اور اس کی وحی وتنزیل کا ہے کہ بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک بناوے۔'' (اخبار زمزم ۱۱ رفروری ۱۹۴۴ء)

57 ممالک کے سربراہان کی تنظیم مسلمانوں کو جس ''حبل الله'' کو مضبوطی سے پکڑنے کی نصیحت کر رہی ہے اس کی نصیحت کا حشر ونتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔ ان نصیحت کرنے والوں کی ناک کے نیچے سیریا یعنی شام میں جو قتل وغارت ہو رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہزاروں معصوم مسلمان مارے جا چکے ہیں۔ سینکڑوں مسجدیں اور درسگاہیں نمازیوں سمیت زمین بوس کی جا چکی ہیں۔ کہنے کو تو مارنے والے بھی مسلمان ہیں اور مرنے والے بھی مسلمان ہیں۔ ایک طرف جیش حر (یعنی آزادی کی لڑائی لڑنے والے) ہیں جن کی پشت پناہی عرب ممالک اور امریکہ کر رہا ہے دوسری طرف بشار الاسد کی حکومتی فوج ہے جس کی پشت پناہی ایران اور روس کر رہا ہے۔ دونوں طرف کے جدید ترین ومہلک ہتھیار مسلمانوں کے جسموں پر پھوڑے اور آزمائے جا رہے ہیں اور ایک ارب سے زائد مسلمان بے بس کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

اس کے علاوہ اس تنظیم میں شامل ممالک کو ہی دیکھ لیجئے۔ سعودی عرب بحرین خلیجی ممالک کو اپنے ہی عوام کی بغاوت کا خوف لاحق ہے۔ پاکستان میں تشدد انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ شاید ہی کوئی دن ہوگا جس میں بم دھماکے اور گولیوں سے معصوم انسانوں کے قتل کی خبریں سننے کو نہ ملتی ہوں۔ عراق میں شیعہ سنی اور کُرد گروہوں میں تصادم جاری ہے۔ سوڈان ، یمن، صومالیہ کا بھی یہی حال ہے۔ فلسطینیوں پر کیا بیت رہی ہے اُس کا بیان کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

مسلمانوں کے اس تاریک دور کا ایک انتہائی تکلیف دہ پہلو یہ بھی ہے کہ دشمنان اسلام مسلمانوں کے سینے پر مونگ دلتے ہوئے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی کسی نہ کسی طرح توہین کرتے رہتے ہیں۔ دلآزار فلمیں وخاکے بنا کر مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ مسلمان باوجود عددی طاقت کے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پچھلے تیرہ چودہ سو سال میں ایسی مثال نہیں ملتی کی مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد ہو اور اُن کے 57 حکومتی سربراہ ہوں اور دنیا میں سب سے زیادہ ذلت ورسوائی کی مار برداشت کر رہے ہوں۔

سامعین کرام!! سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۴ کی تلاوت آپ نے سماعت فرمائی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یقینًا اللہ بدر میں تمہاری نصرت کر چکا ہے جب کہ تم کمزور تھے۔ اس آیت میں اُس جنگ کا ذکر ہے جو کہ 17 رمضان 2 ہجری بمطابق 14 مارچ 624ء کو میدان بدر میں لڑی گئی اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت وتائید سے مسلمان انتہائی کمزوری کے باوجود فتح یاب ہوئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''بِبَدْرٍ'' فرمایا ہے، فِي بَدْرٍ نہیں فرمایا۔ فِي بَدْرٍ کی صورت میں یہ آیت صرف اور صرف بدر کے میدان میں لڑی جانے والی جنگ سے مخصوص ہو جاتی۔ بِبَدْرٍ کے حروف میں بدر کی جنگ کے علاوہ مستقبل کے لیے بھی ایک پیشگوئی تھی کہ ایسے زمانے میں جب کہ مسلمان ''اذلة'' یعنی ذلت اور کمزوری کی انتہاء کو پہنچ جائیں گے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کی بعثت کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کرے گا جو کہ ''بدر'' سے مشابہت رکھتا ہوگا۔ چنانچہ عربی میں حرف ''باء'' استعانت ومعیت کے لیے بھی آتا ہے جیسے کہتے ہیں

کتبتُ بالقلمِ میں نے قلم کے ذریعہ لکھا۔ عربی کی مستند لغت لسان العرب کے مطابق 'مُبَدِّر' چودھویں رات کے چاند اور قوم کے سردار کو بھی کہتے ہیں۔ پس واضح ہوا کہ 'بدر' کی دوسری تفسیر کے اعتبار سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ہی عصر حاضر کے 'بدر' ہیں۔ جس طرح چودھویں رات کا چاند سورج کی روشنی کو زمین پر منعکس کر رہا ہوتا ہے اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام سید الوریٰ محمد مصطفیٰ ''سراجا منیرًا'' کا روحانی نور اس تاریک دور میں دنیا پر منعکس کر رہے ہیں۔ ''بدر'' چودھویں کے چاند کو کہتے ہیں، پس اس میں یہی اشارہ تھا کہ حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور چودھویں صدی ہجری میں ہونا مقدر تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔''

(فتح اسلام صفحہ ۳۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا: ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علی دین واحد'' (تذکرہ صفحہ ۵۷۷)

''خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا، وہ کاٹا جائے گا، بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ'' (تذکرہ صفحہ ۳۰۲)

حضرات!! حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ بدر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ذلت و کمزوری کی حالت سے نکالنے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ اگر اس ''بدر'' کو چھوڑ کر مسلمان ذلت سے نکلنے کے لیے کوئی اور راستہ اختیار کریں گے تو سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ذلت و کمزوری کی حالت سے نکالنے کے لیے مبعوث فرمایا ہے، اگر اس بدر کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کریں گے تو سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت کے لیے بھیجا مسلمان اُس کا انکار کر کے دنیا میں کوئی طاقت و وزن حاصل کر لیں۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں ان المناک حالات و مصائب کے وارد ہونے کی خبر دی تھی اور پھر ان سے نکلنے کی راہ بھی بتائی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ ثِنْتَانِ وَ سَبْعُوْنَ فِی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ الْجَمَاعَۃُ (سنن ابن ماجہ۔ جلد سوئم، ابواب الفتن۔ باب افتراق الامم حدیث نمبر ۳۹۹۱)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ بہتر (72) فرقے آگ میں ہوں گے ایک جنت میں ہوگا۔ سوال کیا گیا وہ ایک جنتی فرقہ کون سا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ ایک جماعت ہوگی۔

اس حدیث میں دو لفظ خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ حضورؐ نے 72 فرقوں کے بارے میں فرمایا ''فی النار'' وہ آگ میں ہوں گے۔ النار کے ایک معنی قرآن مجید میں قتل و غارت بیان ہوئے ہیں جیسا کہ فرمایا ''کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ'' (المائدہ ۵/ ۶۵) جب بھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ اس معنی کی روشنی میں حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہوا کہ اُس زمانے میں اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں کے 72 فرقے باہمی قتل و غارت کا شکار ہو رہے ہوں گے۔ ایک فرقہ ''جماعت'' ہوگی وہ اس ''نار'' سے محفوظ رہے گی اور وہ جنتی ہوگی۔

سامعین کرام!! احادیث میں ایک باب ''فضل الصلاۃ فی جماعۃ'' آتا ہے یعنی نماز باجماعت کی فضیلت۔ فرض کریں کہ کسی مسجد میں ایک سو نمازی جمع ہوں۔ اُن میں سے 95 صفوں میں کھڑے ہو کر باقاعدہ نماز ادا کریں مگر سامنے کوئی امام نہ ہو تو اُن کی نماز، نماز باجماعت نہیں کہلائے گی۔ اگر اُن میں سے پانچ الگ کسی کونے میں جمع ہو کر ایک کو امام بنالیں اور چار اُس کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو ان پانچ کی نماز باجماعت کہلائے گی۔

عصر حاضر میں جماعت احمدیہ اور دوسرے 72 فرقوں پر مشتمل مسلمانوں کے درمیان یہی فرق ہے کہ جماعت احمدیہ کا امام ''حضرت امام مہدی علیہ السلام'' اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ ہیں۔ مگر باقی مسلمانوں کا کوئی امام نہیں۔ اس وجہ سے حقیقت بالکل واضح اور صاف ہے کہ ''کلھم فی النار'' وہ سب کے سب قتل و غارت کی آگ میں جل رہے ہیں اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ امام مہدی علیہ السلام کے زیر سایہ جنت میں ہے۔

(اور یہی نصیحت سیدنا محمدؐ نے حضرت حذیفہؓ کی وساطت سے ہر مسلمان کو کی تھی کہ جب تم دیکھو کہ مسلمان اپنے تنازعات و اختلافات کا شکار ہو گئے ہیں تو اُس وقت تَلْزَمُ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِمَامَھُمْ کہ تو اُس پُرفتن زمانہ میں مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ ساتھ وابستہ و منسلک رہنا۔

کتب حدیث میں حضرت عرباض بن ساریہ کی ایک روایت آتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور انتہائی فصیح و بلیغ رنگ میں ہمیں وعظ و نصیحت فرمائی جسے سُن کر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل ڈر گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول کیا یہ کسی الوداع کہنے والے کی وصیت ہے تو ہمیں کوئی وصیت فرما دیں۔ یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ'' کہ میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ کہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا تو ایسی حالت میں مسلمانوں پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع و پیروی لازمی ہے۔ اس پر عمل کرو اور ان کے طریقہ کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔

سامعین کرام!! اس حدیث کا دوسرا مفہوم سمجھنے کے لیے ''اُوْصِیْکُمْ'' اور ''الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ'' کے الفاظ قابل غور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس ''وصیت'' میں ''خلفاء راشدین مھدیین'' کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ بعینہٖ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی وفات کے قریب رسالہ الوصیت تصنیف فرمایا اور اپنی وفات کے بعد قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت جاری ہونے کی خبر دی تھی اور اس کی اطاعت کا حکم دیا۔

ہر وہ مسلمان جو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و اطاعت کا خواہش مند ہے اُسے حضورؐ کے حکم کے مطابق عصر حاضر میں ''اَلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ'' کی بیعت کرنی ہوگی کیونکہ رسول کریم نے فرمایا ہے:

وَمَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (صحیح مسلم کتاب الامارہ) جو ایسی حالت میں مرا کہ اُس نے کسی کی بیعت نہیں کی ہوئی تھی تو اُس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو صحابہؓ سب سے بہتر سمجھتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہاں سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ جب وہ سیدنا محمدؐ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے تو پھر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اُنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث سنی تھی (وَمَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً) اس لیے انہوں نے خلافت کی بیعت کو ضروری اور لازمی سمجھا۔ آجکل بعض نادان یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے۔

آج کل خلافت اسلامیہ احمدیہ کا یہی نظام مسلمانوں کی تمام بے چینیوں اور پریشانیوں کا حل ہے۔ یہی وہ حبل اللہ ہے جو مسلمانوں کو بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص بنا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تنظیم، کوئی مؤتمر، کوئی جامعہ عربیہ، کوئی جمعیۃ مسلمانوں کو متحد نہیں کر سکتی۔ یہی وہ ڈھال ہے جو مسلمانوں کو دجالی فتنوں اور یاجوج ماجوج کی سازشوں اور منصوبوں کے شر سے محفوظ رکھ سکتی ہے کیونکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ (صحیح مسلم) امام ایک ڈھال ہوتا ہے اُس کے پیچھے رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

یہ ممکن ہی نہیں کہ مسلمان ڈھال کے بغیر اپنے آپ کو خطرناک دشمن کے حملوں سے بچا سکیں۔ وہ امۃ جسے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ:

اِذَا کَانَ ثَلٰثَۃٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَھُمْ (مشکوۃ کتاب اداب السفر)

جب سفر میں تین آدمی ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں۔ اس ایک ارشاد کو ہی اگر مسلمان سمجھ جائیں تو وہ ''خلافت'' کی اہمیت و اطاعت کو بھی سمجھ جائیں گے۔ اس ارشاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ امۃ مسلمۃ کی ترقیات کا طویل سفر بغیر خلافت کے طے نہ ہوسکے گا۔ جس امۃ کے افراد اس حد تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہوں تو اُن کو اسلام کی ترقیات کے سفر میں کیسے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔

مسلمانوں کے تکلیف دہ حالات کو دیکھتے ہوئے خلافت کا احساس بہت سے مسلمان علماء نے اپنی تحریرات کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ اُن میں سے صرف دو کی تحریرات پیش خدمت ہیں:

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:۔

''اتنے تفرق اور تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کدھر، یمن کی منزل کون سی ہے اور لبنان کی کون سی۔ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی.......... ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکلتے۔''

(صدق جدید یکم مارچ 1974ء)

مولانا سید ابو الحسن ندوی نے زیر عنوان ''پندرھویں صدی میں عالم اسلام کے دس نکاتی پروگرام'' لکھا ہے:

''اسی کے ساتھ عالم اسلام میں ایک ایسی مرکزی قیادت کے عالم وجود میں آنے کی فکر و سعی جو ''شورائیت'' کے اسلامی اصول اور تعاونوا علی البر والتقویٰ کی بنیاد قائم ہو اور اپنی اس کوتاہی اور محرومی پر کم سے کم تاسف و ندامت کہ اس وقت عالم اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلّف

بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔‘‘

(اخبار تعمیر حیات لکھنؤ انڈیا 25 اگست 1988ء)

بعض مسلمان علماء وزعماء یہ خیال کرتے ہیں کہ اُن کی کوششوں سے ’’خلافۃ اسلامیہ‘‘ کا قیام ہو جائے گا۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد اور اب بھی بار بار یہ کوشش کی کہ کسی طرح خلافت کا نظام جاری ہو جائے۔ بعض شخصیات کے نام بھی تجویز کئے گئے مگر سب کوششیں اور نام غثاء کغثاء السیل سیلاب کی جھاگ کی طرح بہہ گئیں۔ غور طلب تلخ حقیقت یہ ہے کہ جو مسلمان فرقے فقہی بحثوں میں الجھ کر آج تک وضوء کے طریق پر متفق نہیں ہوئے وہ ’’خلافت‘‘ کے قیام پر کیسے متفق ہو جائیں گے۔ یہ محض دل کو جھوٹی تسلی دینے کا ذریعہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے:

’’مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ‘‘

(کنز العمال جلد گیارہ حدیث نمبر 32246)

جب بھی دنیا میں نبوت قائم ہوتی ہے اس کے فوراً بعد خلافت قائم ہوتی ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی و رسول قیامت تک نہیں آسکتا۔ البتہ امتی نبی آسکتا ہے، جس کے آنے کی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہو۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اُمتی نبی ہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ:

’’ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ‘‘

کہ اُن کی وفات کے بعد خلافت کا قیام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ نور کی آیت استخلاف میں فرمایا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

(النور ۲۴/۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں ’’جس انعام کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے۔ یہ وعدہ امت سے ہے۔ جب تک وہ ایمان اور عمل صالح پر کاربند رہے۔

مسلمان علماء و زعماء خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا نہ ایمان کامل رہا نہ عمل رہے تو پھر اُن کی کوششیں قیام خلافت کے لیے کیسے کامیاب ہو سکتی ہیں۔ اگر حقیقت میں وہ نظام خلافت چاہتے ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ خلافۃ اسلامیہ احمدیہ کو قبول کرنا چاہئے اور اسی میں مسلمانوں کی مشکلات کا حل مضمر ہے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا نتیجہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اس لیے آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے، اس کے بغیر، اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو جس میں بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں بلکہ درد اور تکلیف سے بہت زیادہ پھڑک رہے ہوں لیکن وہ سر موجود نہ ہو جس کو خدا نے اس جسم کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے پیدا فرمایا ہے پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ اس قیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لیے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں ہے۔ اسی لیے دکھوں کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ واپس آؤ اور توبہ اور استغفار سے کام لو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سر تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیوی لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔‘‘

(خلیج کا بُحران اور نظام جہان نو صفحہ ۸، از حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ)

امامنا و سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصراً عزیزاً نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

صرف اور صرف خلافت احمدیہ ہی ہے جو دنیا کے تمام پراگندہ گروہوں کو یکجا کر سکتی ہے اور ان تمام بھٹکے ہوؤں کو ایک راہ پر ڈال سکتی ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو تمام قوموں کی طاقتیں اور صلاحیتیں یکجا ہو جائیں گی اور پھر تمام مل کر حقیقی راستبازی اور پاکبازی کی جانب قدم بڑھائیں گی اور اس طرح یہ جماعت دنیا کو اصل مقصد سے آشکار کرائے گی اور بنی نوع انسان کو خدائے واحد کا عبادت کرنے والا بنائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ:

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اِس قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بصیرت عطا فرمائے اور وہ خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کر لیں اور اُس کے بے شمار فضلوں اور رحمتوں کے وارث بن جائیں۔ آمین۔ ❁

سچائی

ازافاضات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گامزن ہو گے رہِ صدق و صفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

’’نوجوانوں میں اِن باتوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں جھوٹ کی عادت نہ ہو۔ غیبت کی عادت نہ ہو۔ چغل خوری کی عادت نہ ہو۔ ظلم کی عادت نہ ہو، دھوکہ اور فریب کی عادت نہ ہو۔ غرض جس قدر اخلاق ہیں وہ ان میں پیدا ہو جائیں اور جس قدر بدیاں ہیں اُن سے بچ جائیں تا کہ وہ قوم کا ایک مفید جسم بن سکیں ۔۔۔۔۔ اگر کسی قوم میں اخلاقِ فاضلہ پیدا ہو جائیں تو اُس کے افراد کی نظر اُسی طرح تیز ہو جاتی ہے۔ غرض قربانی اور ایثار کا مادّہ ایسی چیز ہے جو انسان کی ہمّت کو بڑھاتا ہے اور سچ بولنا ایک ایسا وصف ہے جو انسان کا وصف قائم کرتا ہے۔ اور محنت کی عادت ایک ایسی چیز ہے جو کام کو وسعت دیتی ہے۔ اور جب کسی شخص میں یہ اخلاقِ فاضلہ پیدا ہو جائیں تو ایسا آدمی ہر جگہ مفید کام کر سکتا اور ہر شعبہ میں ترقی حاصل کر سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 1941)

’’سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے .... بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہیں۔ جس قوم میں سچ پیدا ہو جائے اور جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم کبھی ذلیل نہیں ہو سکتی اور نہ کبھی غلام بنائی جا سکتی ہے۔ سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔‘‘ (الفضل 15 مارچ 1939)

’’بچوں میں تین بنیادی عادات پیدا کر دی جائیں جن کے نتیجہ میں محنت کی عادت، سچ کی عادت اور نماز کی عادت ان میں پیدا ہو جائے۔ اگر یہ تین عادتیں ان میں پیدا کر دی جائیں تو یقینا جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔ سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے جس قوم میں سچ نہیں، اس قوم میں اخلاق فاضلہ بھی نہیں۔‘‘ (الفضل 22 اپریل 1938ء)

آپؓ والدین کو بچوں کی تربیت کے طریق کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عام طور پر ماں باپ بچہ کو جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ ماں نے بچہ کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہہ دیتی ہے میں نے نہیں کیا۔ اس سے بچہ میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کی غیر موجودگی میں ماں باپ یہ کام کریں بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو ہر وقت ان عیبوں سے بچ نہیں سکتے وہ کم سے کم بچوں کے سامنے ایسے فعل نہ کریں تا مرض آگے نسل کو بھی مبتلا نہ کرے۔"

(منہاج الطالبین انوار العلوم جلد 9 صفحہ 201 تا 207) (مرسلہ: کاشف احمد خالد۔ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

اعلان نکاح

خاکسار کے تیسرے لڑکے توصیف الدین محب کا رشتہ مکرمہ خلت احمد بنت مکرم مبارک احمد صاحب ساکن لندن سے گزشتہ سال طے پایا تھا اس کا نکاح کا اعلان بتاریخ ۲ مارچ ۲۰۱۳ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں دس ہزار پونڈ حق مہر پر فرمایا۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت فرمائے۔ (سیٹھ محمد ظہیر الدین ولد سیٹھ محمد معین الدین مرحوم چنتہ کنٹہ)

ولادت

❁ خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم مولوی کے اے محمد راشد احمد کو اللہ تعالیٰ نے ۶ دسمبر کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام حضور انور نے ازراہ شفقت سعدیہ مریم تجویز فرمایا ہے۔

❁ اسی طرح خاکسار کے دوسرے بیٹے کے اے محمد منصور احمد آف کالیکٹ کو اللہ تعالیٰ نے ۵ مارچ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے بچے کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسرور احمد تجویز فرمایا ہے۔

خاکسار کے دونوں پوتے پوتی تحریک وقف نو میں شامل ہیں دونوں کی صحت و سلامتی درازی عمر نیک صالح خادم دین بننے کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (کے اے نظیر احمد عطار۔ کارکن دفتر مجلس انصار اللہ بھارت)

درخواست دُعا

مکرم سلیم احمد صاحب انجینئر وشاکھا پٹنم تمام اہل خانہ کی صحت و سلامتی، کاروبار میں برکت، بچوں کی صحت و سلامتی روشن مستقبل اور خدمات دین کی توفیق ملنے کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مبارک احمد تقوی قادیان)

Prop. Md. Mustafa   Late Abdul Qadeer Laadji
Ph.: 08479-240269, 09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
& AUTO ELECTRICALS

Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Battery Re-build & all Vehicles Automobiles, Electrical Job work undertaken

Opp. S.B.H., B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Dt. Yadgir, Karnataka

اذکروا موتاکم بالخیر

میرے پیارے ابا جان

شاہ شکیل احمد صاحب

ڈاکٹر پروفیسر طلعت جہاں (ایس ایم کالج بھاگلپور)

درد کہتا ہے بہا دو خون دل آنکھوں سے تم
عقل کہتی ہے نہیں آہ و فغاں بے سود ہے
خوف ہے مجھ کو کہ لگ جائے نہ اشکوں کی جھڑی
آج میرا مطلع دل پھر غبار آلود ہے

لانبا قد، گداز بدن اور گندمی رنگ کے ایک خوش اخلاق آدمی تھے میرے ابا جان! وہ کسی کو نا اُمید کرنا جانتے ہی نہیں تھے۔ جس نے بھی ان سے کسی طرح کی مدد چاہی حتی الامکان وہ اس کو پورا کرتے تھے۔ ویسے تو وہ بے انتہا خوبیوں کے مالک تھے مگر ان میں ایک انفرادیت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو انلارج کیا کرتے تھے۔ ان کے سامنے غریب اور دولت مند میں امتیاز کرنا مشکل تھا۔ ہر ایک سے مساویانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ اور ایک شخص کو دوسرے سے ضرور متعارف کرتے تھے۔

ابا جان ۱۳/ اگست ۱۹۱۴ء کو اپنے ننہیال اورین ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۲ میں ٹاؤن اسکول آرا سے انہوں نے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۳۶ میں بی اے پٹنہ کالج سے اور پٹنہ یونیورسٹی سے اردو میں فرسٹ کلاس ایم اے کیا۔ پھر اسی یونیورسٹی سے ۱۹۴۵ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔ ۱۹۷۳ء میں ’’قلی قطب شاہ‘‘ کی شاعری پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

وہ چین سے بیٹھنے والے انسان نہ تھے۔ ہمیشہ متحرک رہتے تھے۔ تقسیم سے قبل سب سے پہلے دہلی میں ایک ملیٹری کنٹین کے انچارج ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں گیا بہار میں قانون گو کی حیثیت سے تقرری ہوئی۔ ۱۹۴۵ء میں سیوان کالج میں لیکچرار ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں اورنگ آباد کالج میں، ۱۹۴۸ء میں گیا کالج میں لیکچرار ہو کر آخر زندگی تک گیا میں مقیم رہے۔

ضلع ارول کے شاہ رشید الدین ملیٹری ڈاکٹر کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جن کا خاندان صدیوں پہلے منیشاپور سے برائے تبلیغ اسلام آیا اور یہیں کا ہو رہا۔ ان کے خاندان میں ولی اور بزرگ گذرے ہیں جن کے مزار آج بھی ارول میں محفوظ ہیں۔ آپ کی اماں جان میمونہ خاتون صاحبہ اورین کے ایک زمین دار خاندان کی پرہیزگار عورت تھیں۔ آپ آٹھ بھائی اور ایک بہن تھے۔ منجھلے بھائی شاہ شرف الدین احمد مرحوم ٹیکس سپرنٹنڈنٹ ہو کر ریٹائر ہوئے۔ دوسرے بھائی نسیم احمد مرحوم وکرم گنج میں ہیڈ کلرک تھے۔ شاہ وسیم احمد مرحوم کراچی میں اگیزکیوٹو انجینئر تھے۔ شاہ محمد شمیم احمد مرحوم آرا میں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر تھے۔ ان سے چھوٹے بھائی شاہ تسلیم احمد صاحب کی اپنی دواؤں کی دکان تھی۔ وہ ابھی آرا میں مکان بنا کر مقیم ہیں۔ ان کے بعد شاہ شہاب احمد کناڈا میں کلینیکل سائیکولوجسٹ تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی شاہ شاہد احمد کناڈا میں پروفیسر ہو کر ریٹائر ہوئے۔ آپ کے تین بھائی ہندوستان سے باہر رہے۔ اب صرف تین چھوٹے بھائی حیات ہیں خدا ان لوگوں کی عمر دراز کرے۔ آمین۔ سب کے سب صاحب اولاد اور خوشحال زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ کے خاندان کی تعداد تقریباً ۱۵۰ ہو چکی ہوگی۔

آپ ایک تعلیم یافتہ گھرانے کے آدمی تھے اس لیے ان کے قریبی رشتہ دار بھی تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز رہے۔ مرحوم سید اختر اورینوی (ماموں) پٹنہ یونیورسٹی کے نہ صرف ایک مشہور اردو ادب کے پروفیسر تھے بلکہ اردو دنیا کی ایک قدآور شخصیت بھی تھے۔ ان سے بہار کا ہی نہیں بلکہ سارا اردو دان طبقہ خوب واقف ہے۔ مرحوم سید فضل احمد (ماموں) آئی جی پولیس ہو کر سبک دوش ہوئے تھے اور شاہ مشتاق احمد چیئرمین اردو اکیڈمی (سابق) بہار ان کے چچازاد بھائی قابل ذکر ہیں۔ مشہور افسانہ نگار شکیلہ اختر آپ کی چچازاد بہن تھیں۔

آپ کی شادی ۱۹۳۹ء میں بھاگلپور کے مشہور وکیل محبوب الحسن صاحب کی بڑی صاحبزادی جمیلہ خاتون صاحبہ مرحومہ سے ہوئی تھی۔ جو ایک دیندار اور مذہبی خاتون تھیں۔ ہم سب اللہ کے فضل سے آٹھ بھائی بہن تھے۔ سب سے بڑے بھائی شاہ عباس احمد صرف چوبیس سال کی عمر میں بھاگلپور سے گیا جاتے وقت ٹرین سے گر پڑے اور شدید زخمی ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ابا جان نے اس دُکھ کو بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اللہ کے فضل سے کم آمدنی کے باوجود آپ نے اپنی سب اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ شاہ امتیاز احمد ایم اے پی ایچ ڈی کے بعد آرا میں سائکولوجی کے پروفیسر ہو کر ریٹائر ہوئے۔ خاکسار نے اردو میں ایم اے پی ایچ ڈی کیا اور بھاگلپور یونیورسٹی کے ایس ایم کالج سے پروفیسر ہو کر فارغ ہوئی۔ ایک بہن ناصرہ خاتون بی اے پاس ہیں اور بھونیشور کے اگیزیکیوٹو انجینئر محمد اطہر خان سے بیاہی گئی ہیں۔ دوسری بہن شائستہ احمد ایم اے شمیم احمد بھاگلپور سے بیاہی گئی۔ رفعت جہاں بی اے محمد اشرف ایم اے پی ایچ ڈی، بھونیشور سے بیاہی گئی ہیں۔ یہ بھی پروفیسر ہیں۔ ایک بھائی شاہ ناصر احمد ایم اے کرنے کے بعد گیا کالج میں سروس کر رہے ہیں۔ سب سے چھوٹے بھائی شاہ محمود احمد ایم ایس سی کے بعد بینک میں چیف افیسر کی پوسٹ پر سروس کر رہے ہیں اور فی الحال کولکاتا میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک بہو ڈاکٹر یاسمین احمد اہلیہ امتیاز احمد، شاہدہ نسرین اہلیہ شاہ ناصر احمد ہائی اسکول گیا میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔ اسی طرح سارے نواسے نواسیاں پوتے پوتیاں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ بیشک یہ سب ابا جان کی نیکی اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ خدا آئندہ نسلوں کو بھی آپ کی دعاؤں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آپ مگدھ یونیورسٹی کے ریسرچ جرنل ’’مگھی‘‘ سے وابستہ رہے۔ ان سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان تمام مشاغل اور فرائض کے علاوہ وہ ایک زبردست مذہبی انسان تھے۔ اکثر مذہبی کاموں میں منہمک رہتے۔ اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ باقاعدگی سے ہر ماہ جماعت احمدیہ کو دینی ترقی و اشاعت اسلام کیلیے بھجواتے رہتے تھے۔ اور جب قرآن پاک کا ہندی ترجمہ شائع کرنے کے لیے جماعت نے فیصلہ کیا تو اس کے ترجمہ کی نگرانی ابا جان کو تفویض کی گئی اور اس کو بہ حسن و خوبی انہوں نے انجام دیا۔ اگرچہ آپ جماعت احمدیہ گیا کے صدر تھے لیکن عام مسلمانوں سے ان کے گہرے اور دوستانہ تعلقات نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ آپ سبھوں کی خوشی اور غمی میں برابر شریک ہوا کرتے۔ اقربا پروری میں تو ان کا کوئی ہمسر ہی نہیں تھا جو زیادہ تر سنی مسلمان تھے۔ ایک طرف وہ مذہبی جماعت کے وفادار تھے تو دوسری طرف بہار کے مدارس اور یتیم خانوں کے بھی معاون تھے۔ ہندوؤں کے ساتھ بھی ان کے مراسم دوستانہ رہے۔ بلا مذہب و ملت سارے طالب علم ان کی محبت شفقت، ہمدردی کے حقدار تھے۔ کوئی انجان انسان بھی ان کے پاس مدد کیلیے پہنچ جاتا تو وہ فوراً اُس کی مدد کرتے خواہ وہ کسی بھی قسم کی ہو۔ حتیٰ الامکان اسکی مشکلیں اور مسئلے حل کرنے کی کوشش کرتے اور اکثر خدا کے فضل سے وہ حل ہو جاتے۔ بڑی سے بڑی شخصیت کے پاس بنا کسی جھجک کے چلے جاتے اور انجان لوگوں کی مشکلیں آسان کروا دیتے۔ یہ ان کی بے لوث شخصیت کا اثر ہی تو تھا جس سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے انتقال پر گیا کے کتنے ہی دل بے ساختہ پکار اُٹھے کہ اب کیا ہوگا۔

محلے کے غریب لڑکے سوچنے لگے کہ اب کالج میں کس طرح پڑھ سکیں گے۔ غریب مائیں رو پڑیں کہ میرا بچہ کیسے تعلیم حاصل کرے گا۔ بعض والدین کو فکر تھی کہ میرے بچوں کو نوکری کیسے ہوگی۔ گویا ان کا مستقبل اندھیرے میں ڈوب گیا۔ آپ کی موت نے محلے کے گداؤں کو ایک شاہ سے محروم کر دیا۔ قوم کا رہبر، زبان کا رہبر آرام کی نیند سو گیا۔ گیا کی سڑکیں ویران ہو گئیں۔ ہزاروں لوگ قبرستان کے پاس جمع ہو گئے۔ اسکول کالج بند کر دیئے گئے۔ وہائٹ ہاؤس کے جگمگاتے راستے اندھیرے ہو گئے۔ ایک مسکراتا ہوا خوبصورت چہرہ سبھوں کی آنکھوں میں آنسو دے کر موت کی وادی میں کھو گیا۔

آپ نہ صرف یہ کہ خود علم و ادب کے ڈاکٹر تھے بلکہ وہ ڈاکٹر گر بھی تھے۔ ان کی نگرانی میں ایک صاحب نے مگدھ یونیورسٹی سے امیر الدین وجد کی سوانح عمری اور ان کی اردو شاعری پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی اور مزید چار شاگرد آپ کی نگرانی میں کام کر رہے تھے۔ افسوس کہ ۹ جنوری ۱۹۷۸ء کو ایک ہفتہ بیمار رہ کر شرافت و اخلاق کا پیکر، علم و ادب کا خزانہ سبھوں کو غمزدہ کر کے کریم گنج، گیا کے قبرستان میں ابدی نیند سو گیا۔ سب سے حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ باوجود آپ کے احمدی ہونے کے ہزاروں سینوں نے نم آنکھوں سے آپ کی دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ پر اپنی دلی عقیدتیں محبت اور پرسوز دعاؤں کو نچھاور کیا اور جب یہ جسد مبارک آخری آرام گاہ میں جانے کیلیے تیار تھا تو ہزارہا اشکبار آنکھیں آخری زیارت کر رہی تھیں کیوں کہ گیا شہر کے عوام کا بہترین سرپرست اب ہمیشہ کیلیے روپوش ہونے والا تھا۔

کرب و تکلیف کی شدتیں مٹ گئیں
روح معصوم کو اب قرار آگیا
ہجر کی تلخیاں جو فزوں ہوگئیں
اس کو لینے بہشتی سوار آگیا

❁❁❁

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نسخہ سرمہ نور و کاجل اور حبّ اٹھرہ وزد جام عشق کیلیے رابطہ کریں

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
عبدالقدوس نیاز (موبائل) 098154-09445

ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhtar 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

وصایا : منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر:6830میں ایم ایچ امۃ الباری زوجہ اے ایم ایس شفاعت احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری پیدائشی احمدی ساکن آستھا لکشمی نگر ڈاکخانہ الپاکم صوبہ چنئی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 20.4.12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اے جے محمد رسول الدین   الامۃ: ایم ایچ امۃ الباری   گواہ: ٹی جے منور ابراہیم

مسل نمبر:6831میں محمد عبد السعید ولد عبد المجید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 55 سال پیدائشی احمدی ساکن عثمان آباد ڈاکخانہ عثمان آباد ضلع عثمان آباد صوبہ مہاراشٹر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12-2-6 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 4962 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ابراہیم تیر گھر   العبد: عبد السعید   گواہ: نعیم احمد شریف

مسل نمبر6832میں سی کے بشیر الدین ولد سی کے قمر الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن وانیمبلم ڈاکخانہ وانیمبلم ضلع ملہ پورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 21.9.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سی کے قمر الدین   العبد: سی کے بشیر الدین   گواہ: سی کے سراج الدین

مسل نمبر :6833میں شاہدہ احمد زوجہ ناصر احمد ذوالفقار قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 18.3.1991 سال پیدائشی احمدی ساکن 25/8 ڈائمنڈ ہار بر ڈاکخانہ ڈمنڈ ہار بر ضلع ڈائمنڈ ہار بر صوبہ کلکتہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8.2.13 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے گلے کا ہار ایک عدد وزن 10 گرام۔ ہاتھ کی چوڑیاں چھ عدد وزن 12 گرام۔ کان کی بالی ایک سیٹ وزن 05 گرام۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان صلاح الدین کبیر   الامۃ: شاہدہ احمد   گواہ: غلام علی

مسل نمبر6834میں بشریٰ خاتون احمدی زوجہ عبد الغفار خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن قدیم بیڑا ڈاکخانہ کنواس ضلع بھدرک صوبہ اُڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 15.12.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونے کا گلے کا ہار ایک عدد 15 گرام قیمت 39.750۔ کان کا جھمکا ایک سیٹ 5 گرام قیمت 13250۔ سونے کی چوڑی 20 گرام قیمت 53000۔ چاندی کا سیٹ 30 گرام قیمت 1.440۔ پلو کا پٹی دو عدد 20 گرام قیمت 960 روپے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد الغفار خان   الامۃ: بشریٰ خاتون   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر:6835میں آصف اقبال ولد مظفر احمد اقبال قوم احمدی مسلمان پیشہ سرکاری ملازمت پیدائش 15.8.79 پیدائشی

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

گے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں توحید کے قیام کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے آئے تھے۔ اور حقیقی تقویٰ بھی اُسی وقت قائم ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین ہو، اور اُس کی رضا مقصود ومطلوب ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید میں انسان کھویا جائے۔ اور جب یہ ہوجائے تو حقیقی تقویٰ انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الہ الا اللہ کہیں، کہ اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں، بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے، جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور اُن پر بھروسہ کیا جاتا ہے، بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے، وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بت ہے۔ فرمایا یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس، یا اپنی تدبیر، مکر فریب ہو، منزہ سمجھنا اور اُس پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا، کوئی معزّ اور مذل خیال نہ کرنا۔ یعنی یہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بالا ہے اور دنیا کی کوئی چیز ہر عزت اور ذلت جو انسان کو ملتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کوئی انسان نہ کسی کو معزز بنا سکتا ہے نہ ذلیل کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خطبہ ثانیہ میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں سفر پر بھی جا رہا ہوں، دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

❁❁❁

احمدی ساکن مکان نمبر 36 کوٹھی دار السلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 3 مارچ 2013 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 34906 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مصباح الدین نیرّ   العبد: آصف اقبال   گواہ: ناصر احمد بٹ

مسل نمبر:6836میں میر سراج الحق ولد ایس ایم جعفر صادق قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹرک مالک عمر 57 سال پیدائشی احمدی ساکن شموگہ ڈاکخانہ شموگہ ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 27 فروری 2013 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ: ایک ٹرک 1984ء ماڈل موجودہ قیمت 2,50,000 لاکھ روپے ہے۔ میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار 7500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد نایک   العبد: میر سرج الحق   گواہ: طارق احمد ادریس

مسل نمبر:6837میں ای شمیرہ زوجہ محمد عارف ٹی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن کنور سٹی ڈاکخانہ کنور سٹی ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13-3-6 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک ہار ۱۲ گرام قیمت 33300 ایک انگوٹھی ۲ گرام 5550 ایک بالی ۲ گرام 5550 ایک لوکیٹ ۴ گرام 11100 روپے۔ کل ۲۰ گرام قیمت 55500 روپے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ای بشیر احمد   الامۃ: ای شمیرہ   گواہ: شامل عارف

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9464066686
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 16 May 2013 Issue No. 20

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar

ایک مومن کیلئے بنیادی شرط تقویٰ ہے۔جس کا حصول ہر مومن کیلئے لازمی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 مئی 2013 بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○ (الحشر:۱۹-۲۰)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ کا تقوی اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لیے کیا آگے بھیج رہی ہے اور اللہ کا تقوی اختیار کرو۔یقینا اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا،یہی بدکردار لوگ ہیں،فاسق لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مؤمن کے لیے بنیادی شرط تقویٰ رکھی ہے۔اس بارے میں بیشمار آیات قرآنِ کریم میں ہیں جن میں تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین مختلف حوالوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے،ان احکامات پر عمل کرنے والوں کو تقویٰ پر چلنے والا یا متقی کہا ہے۔اور عمل نہ کرنے والوں کو اُن کے انجام سے خوف دلایا۔تقویٰ کیا ہے؟ اس کی جو تعریف یا مختصر الفاظ میں خلاصہ جو قرآنِ کریم سے ہمیں ملتا ہے،وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہوئے،خدا تعالیٰ کو واحد و یگانہ اور سب طاقتوں کا منبع سمجھتے ہوئے اُس کے حقوق ادا کرنا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اُس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کو ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

’’خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں،جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں۔اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں،ان کو جہاں تک طاقت ہو،ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا،اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا،اور اس کے مقابل پر حقوقِ عباد کا بھی لحاظ رکھنا، یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے‘‘

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ چند جمعہ پہلے بھی میں نے امانتوں اور عہدوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ان کی ادائیگی ایمان سے وابستہ ہے اور عہدیداروں کے حوالے سے باتیں ہوئی تھیں۔ آج میں اس کی کچھ اور مزید وضاحت کرتا ہوں۔آج کے اس دور میں ایمان لانے والوں میں سے احمدی وہ خوش قسمت ہیں جن کو اس باریکی سے خدا تعالیٰ سے تعلق کی طرف توجہ دلائی گئی۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ہم پر احسان ہے کہ کھول کھول کر اُن اعلیٰ مدارج کے راستے دکھائے ہیں جن سے ایک مؤمن خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔یقینا ہر انسان کا نیکی کا معیار فراست کا معیار ایک جیسا نہیں ہو سکتا اس لیے ہر ایک کو یہ حکم ہے کہ اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کی انتہا تک اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد اور اُس کی امانتوں کی ادائیگی کو پہنچاؤ۔اگر کوشش کر کے ہر مؤمن یہ انتہا حاصل کرنے کی طرف متوجہ رہے گا تو تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا شمار ہوگا۔سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ ایک انسان کی کسی کام میں بھی جوں جوں تقویٰ سے دوری ہوتی ہے، شیطان کی جھولی میں انسان گرتا چلا جاتا ہے۔اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ ایک مؤمن نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام نہ کرے، بلکہ شیطان جو چھپ کر حملہ کرتا رہتا ہے، اُن حملوں سے بھی آگاہ رہے۔ہر وقت اس کی نظر ہو شیطان کے حملوں کی طرف،کہ کہیں اُس پر حملہ آور نہ ہو جائے، اور پھر اس آگاہی کی وجہ سے شیطان کے پوشیدہ حملوں سے اپنے آپ کو بچائے۔شیطان کے حملے مختلف طریقوں سے ہوتے ہیں۔اس زمانے کی ایجادات میں بھی بہت سی ایسی ہیں جو خود انسان کو نقصان پہنچا رہی ہوتی ہیں۔اُن کے اچھے مقاصد کی بجائے وہ ایسے کاموں کے لیے استعمال ہو رہی ہوتی ہیں جہاں شیطان کے حملے کا خطرہ ہے یا شیطان کا حملہ ہو رہا ہوتا ہے۔عبادتوں سے دور لے جارہی ہوتی ہیں۔اخلاق پر بُرا اثر ڈال رہی ہوتی ہیں۔بظاہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ میرے ذاتی معاملات ہیں کہ کسی کو کیا کہ میں جُوا کھیلتا ہوں۔یا رات گئے تک انٹرنیٹ پر فلمیں دیکھتا ہوں یا ٹی وی دیکھتا ہوں۔لیکن یاد رکھیں جو غلط کام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہیں ہے، اُس کی مرضی کے خلاف ہے، وہ اسے پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دور لے جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے سے بھی دور لے جاتا ہے۔اور بندوں کے حق ادا کرنے سے بھی دور لے جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے ہر عضو کا اور ہر سوچ کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اور برمحل استعمال تمہیں تقویٰ میں بڑھائے گا اور اس کے خلاف عمل تمہیں شیطان کی گود میں پھینک دے گا اور جو شیطان کی گود میں گرتا ہے وہ یقینا نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوتا ہے۔

پس اپنے جائزے لیتے رہو۔کیونکہ گناہوں کی جڑ یہی ہے کہ انسان لاپروا ہو جاتا ہے۔خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔پس اگر اگلے جہان کی دائمی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کا وارث بننا ہے تو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اُس کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔یہ پہلی آیت جو میں نے پڑھی تھی، یہ نکاح پر پڑھی جانے والی آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔اللہ تعالیٰ اس میں جہاں انسان کو خود آئندہ زندگی کی فکر کی طرف توجہ دلا رہا ہے،وہاں آئندہ پیدا ہونے والی نسل کی تربیت اور اُن کو دنیا کے بجائے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلانے کا بھی ارشاد فرما رہا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی شادی کے موقع پر بھی یہ بات یاد رکھو کہ دنیا اور اس کی تمام آسائشیں، آسانیاں، مزے اور لذتیں عارضی چیز ہیں۔شادی اور دنیاوی ملاپ یہ سب عارضی لذات ہیں،اصلی لذت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے جو اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور اس کے پھل ایک مؤمن پھر اگلے جہان میں بھی کھاتا ہے۔

ایمان لانا اور ایمان کا دعویٰ کرنا صرف کافی نہیں ہے، بلکہ تقویٰ کی راہوں کی تلاش اور اُن پر عمل ضروری ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک مجلس میں فرماتے ہیں کہ:

اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے،لیکن جو اُس کو قبول کرتا ہے،آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذتوں کو ہی جنت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے۔اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکلیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں آخر ایک وقت آجاتا ہے کہ سب دوست آشنا عزیز واقارب جدا ہو جاتے ہیں۔اس وقت جسقدر ناجائز خوشیوں اور لذتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے متقی کے لیے خدا تعالی ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔(لیکن جب تقویٰ اختیار کرتا ہے انسان تو اللہ تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے)فرمایا من يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب۔پس خوشحالی کا اصول تقوی ہے لیکن حصولِ تقوی کیلئے نہیں چاہیئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں تقوی اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر کے ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔جو بھی حالات ہوں،کبھی بھی خدا تعالیٰ کے احکامات کو نہیں بھلائیں گے،دوسرے ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اُسے اُس نعمت سے حصہ دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے اور اسلام کی تجدید کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صورت میں بھیجی ہے۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے تو سب سے بڑی نعمت نبوت کی نعمت ہے جس کے لیے مسلمانوں میں عجیب دوعملی دیکھتے ہیں کہ دعا بھی مانگتے ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے ہم وہ لوگ خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اُس نے اس نعمت کو قبول کرنے کی توفیق دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اور آپ کے طفیل ملنے والی نعمت تھی اور ہم اُن لوگوں میں شمار ہوئے جو اس کا انعام پانے والے ہیں، جو اس انعام میں سے حصہ پانے والے ہیں۔اور انعام سے حصہ اور اس کی شکر گزاری ادا کرنے والے ہم تبھی ہو سکتے ہیں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات اور توقعات پر پورا اترنے والے ہوں، اس کے لیے کوشش کرنے والے ہوں ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کو بھلانے والے اور اپنی غفلتوں میں ڈوب جانے والے ہوں گے اور نتیجۃً خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ہوں

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان